نور و نار

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

نور و نار

○

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

○

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ـــــ لاہور ۲

Marfat.com

۷۸۶

مصنّف ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

تصنیف ——— "نور و نار"

کاتب ——— خوشنویس محمد ناصر قادری

طابع ———

مطبع ——— کاروان پریس لاہور

ناشر ——— ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

اشاعت ——— اوّل

طباعت ——— اگست ۱۹۸۶ء

تعداد ——— ایک ہزار (۱۰۰۰)

قیمت ——— ۵۰/-

ملنے کا پتہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور نمبر ۲

فون:— ۶۳۴۶۴

Marfat.com

انتساب

توحید کے اُن پرستاروں کے نام

- جنھوں نے محبّت کے چراغ روشن کیے۔
- جنھوں نے اَدب کا سلیقہ سکھایا۔
- جو رمز شناسِ اَدب تھے۔
- جادۂ اَدب سے جن کا نہ خیال بھٹکتا تھا، نہ زبان بہکتی تھی، نہ قدم ڈگمگاتے تھے۔
- جو حریمِ جاناں میں نیچی نگاہوں سے بیٹھے رہتے تھے۔
- حضورِ یار جن کی آواز بلند نہ ہوتی تھی۔
- جو آتے تھے تو اُس کی اِجازت سے، بیٹھتے تھے تو اُس کی اِجازت سے، اُٹھتے تھے تو اُس کی اِجازت سے۔
- جنھوں نے اپنا جان و مال محبُوب کے قدموں پر نچھاور کر دیا تھا۔
- جو اَدب کو جانِ ایمان سمجھتے تھے۔
- جو اَدب ہی کے لیے جیتے تھے اور اَدب ہی کے لیے مرتے تھے۔

مسعُود

Marfat.com

نعت شریف

از

(حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ رحمۃ اللہ علیہ مرشدِ طریقت مولوی رشید احمد گنگوہی)

اچھّا ہُوں یا بُرا ہُوں، غرض جو کچھ بھی ہُوں، سو ہُوں
پَر ہُوں تمہارا، تم میرے مُختار یا رسُول!

جس دن تم عاصیوں کے شفیع ہو گے پیشِ حق
اُس دِن نہ بھُولنا مجھے زِنہار یا رسُول!

تم نے بھی گر نہ لی خبر اِس حالِ زار کی
اَب جائے کہاں، بتاؤ، یہ لاچار یا رسُول!

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا
کیا غم گرچہ ہُوں مَیں، بہت خوار، یا رسُول!

کیا ڈر ہے اُس کو لشکرِ عِصیان و جُرم سے
تُم سا شفیع ہو، جس کا مددگار، یا رسُول!

ہو آستانہ آپ کا، اِمداد کی جبیں
اَور اِس سے زیادہ کچھ نہیں، درکار، یا رسُول!

حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی: گُلِ زارِ معرفت، مطبوعہ بلالی رُحانی پریس ساڈھورہ، ضلع انبالہ، (طبعِ قدیم)، ص ۶-۷

Marfat.com

فہرس

حرفِ آغاز ــــــــ ۷

آدم وابلیس ــــــــ ۱۵

آدابِ رسالت ــــــــ ۱۹

توہینِ رسالت ــــــــ ۲۵

تعارف تقویۃ الایمان ــــــــ ۲۸

عبارات تقویۃ الایمان ــــــــ ۳۵

پہلی عبارت ــــــــ ۳۵

دُوسری عبارت ــــــــ ۳۵

تیسری عبارت ــــــــ ۳۶

چوتھی عبارت ــــــــ ۳۶

پانچویں عبارت ــــــــ ۳۹

چھٹی عبارت ــــــــ ۴۱

ساتویں عبارت ــــــــ ۴۳

آٹھویں عبارت ــــــــ ۴۶

Marfat.com

نویں عبارت ــــــــ ۴۸

دسویں عبارت ــــــــ ۴۹

گیارھویں عبارت ــــــــ ۵۱

بارھویں عبارت ــــــــ ۵۲

تیرھویں عبارت ــــــــ ۵۳

چودھویں عبارت ــــــــ ۵۹

پندرھویں عبارت ــــــــ ۶۲

سولھویں عبارت ــــــــ ۶۴

تاثرات و تمیّزات ــــــــ ۶۶

Marfat.com

باسمہٖ تعالیٰ

حرفِ آغاز

عقیدۂ توحید بڑی قوّت ہے ـــــ بڑی زبردست قوّت ـــــ اس کا پرستار کبھی رُسوا ہو نہیں سکتا ـــــ مگر عقیدۂ توحید وُہ نہیں جو ابلیس نے پیش کیا کہ انبیاء و اَولیاء سے پیٹھ پھیر کر بس اللہ کی طرف متوجّہ ہو جائیے ـــــ وُہ عقیدۂ توحید جو قرآن نے پیش کیا کہ دل میں انبیاء و اَولیاء کی محبّتیں اَور عظمتیں لِئے اللہ کی طرف متوجّہ ہو جائیے۔

اِقبال نے سچ کہا تھا کہ ہماری بدنصیبی و بدبختی یہ ہے کہ ہمارے جوان اسلاف سے بے تعلّق ہو گئے ـــــ اِس میں شک نہیں کہ انبیاء و اولیاء کی محبّتیں قلب مسلم کے لِئے ایک قِسم کے لنگر ہیں ـــــ یہ لنگر ٹوٹ جائیں تو اِنسان کہیں کا نہیں رہتا ـــــ پھر نہ اللہ کا اِحترام رہتا ہے ـــــ نہ بیت اللہ کا ـــــ جب زمین پر کوئی بُنیاد ہی نہیں تو عمارت کو زمین بوس ہونا ہے ـــــ قرآن سے یہی ثابت ہو رہا ہے ـــــ اَور قرآن سے بڑھ کر کس کی شہادت ہے؟

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ـــــ ابلیس نے اِس لنگر کو توڑا، بس اللہ ہی سے رِشتہ جوڑا، آدم سے مُنہ موڑا ـــــ اس کا انجام جو کچھ ہونا تھا وُہ ہوا ـــــ قوّتِ قلب و نظر کے لِئے اللہ کے ساتھ ساتھ اللہ کے محبُوب بندوں سے بھی دِل شاد و آباد ہونا چاہیئے ـــــ لیکن اب بھی کوششیں ہو رہی ہیں کہ انبیاء و اَولیاء سے عشق و محبّت کا جو بندھن بندھا ہوا ہے اُس کو توڑ دیا جائے ـــــ شکست و ریخت کی اِس مہم کا توحیدِ خالص کے نام سے پرچار کیا جا رہا ہے

Marfat.com

بنگلہ دیش کے ایک عالم مولانا محمد عبدالکریم (پرنسپل) نے لکھا کہ وہاں "توحیدِ خالص" کے پردے میں بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے ــــــــ موصوف نے ایک مقالے کی فرمائش کی، مقالہ لکھ کر بنگلہ زبان میں ترجمہ و اشاعت کے لئے ان کو بھیج دیا گیا ــــــــ احباب کے اصرار پر اب اُس کا اُردو متن قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ جو کچھ لکھا گیا خدمتِ دین کے جذبے اور ملّتِ اسلامیہ کے درد نے لکھوایا ــــــــ یہ تحریر کسی شخص کے خلاف نہیں بلکہ گستاخیوں کے خلاف ہے ــــــــ نفرت کے خلاف اور محبّت کی حمایت میں ایک صدائے درد ہے ــــــــ اس کا اسی جذبے کے تحت مطالعہ کیا جانا چاہیئے ــــــــ بے شک گستاخیوں کے ساتھ ساتھ گستاخوں کا ذکر بھی آیا ہے ــــــــ اس میں، مَیں مجبور تھا ــــــــ گستاخانہ عبارات بار بار چھاپ کر شائع کی جا رہی ہیں ــــــــ نہ کی جاتیں تو شاید ذکر کی نوبت نہ آتی اور احتساب کی ضرورت پیش نہ آتی ــــــــ مگر ان عبارات کا زہر افرادِ ملّت کے ذہنوں میں سرایت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے اور وہ غیر شعوری طور پر ایک ایسی سمت جا رہے ہیں جہاں ابلیس نے لے جانے کا عزمِ مصمّم کیا تھا اور قسم کھا کر کہا تھا کہ مَیں تیرے بندوں کو ضرور بالضرور بہکاؤں گا ــــــــ اس لئے ضروری سمجھا کہ اس زہر کا تریاق تیار کیا جائے، تاکہ مسموم قلب و نظر بے ادبی و گستاخی کی گھٹن سے نکل کر محبّت و ادب کی کھلی فضائیں سانس لے سکیں۔

پاکستان ایک اسلامی نظریاتی مملکت ہے ــــــــ مناسب یہ ہے کہ ایک قطعی معیار قائم کر کے اسلامی مذہبی کتابوں کو پرکھ کر کھرا اور کھوٹا الگ کر دیا جائے دورِ جدید میں اچھی کتاب سے زیادہ مفید کوئی شئے نہیں اور بُری کتاب سے خطرناک کوئی ہتھیار نہیں ــــــــ اس لئے بڑے پیمانے پر کتابوں کی چھان پھٹک ضروری

Marfat.com

ہے ـــــــ معیار یہ ہونا چاہیئے کہ ایسی کتابیں :-

- جن میں اللہ کی شان میں گستاخیاں ہوں۔
- جن میں رسُول اللہ کی شان میں گستاخیاں ہوں۔
- جن میں اسلام کی شان میں گستاخیاں ہوں۔
- جن میں اہل بیت اور ازواجِ مطہرات کی شان میں گستاخیاں ہوں۔
- جن میں صحابہ کی شان میں گستاخیاں ہوں
- جن میں اولیاء اللہ کی شان میں گستاخیاں ہوں۔

ان پر پابندی نہ لگائی جا سکے تو کم از کم ایسی گستاخانہ عبارات وکلمات کو نکال دیا جائے جو قلبِ مسلم کے لیئے کرب ناک اور تکلیف دہ ہوں ـــــــ اصل میں یہ حذف وترمیم کسی فرقے یا جماعت کے خلاف نہ ہوگی بلکہ نفرت و بے ادبی کے خلاف ہوگی اور حقیقت یہ ہے کہ نفرت و بے ادبی کسی رعایت کی مستحق ہی نہیں ـــــــ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ یہ فیصلہ کون کرے کہ عبارات گستاخانہ ہیں یا نہیں۔ سو اس کے لیئے طریقۂ کار یہ ہونا چاہیئے کہ کتاب جس زبان میں ہو اُس کے ماہر کے سامنے وُہ عبارات پیش کی جائیں اور اس سے دریافت کیا جائے ـــــــ یہ اِس لیئے ضروری ہے کہ بعض گستاخانہ عبارات زبان وادب کے دائرے میں آتی ہیں اور حریمِ محبّت میں زبان کی ادنیٰ لغزش پر بھی سخت گرفت ہوتی ہے ـــــــ یہاں دل وزبان دونوں کو قابو میں رکھنا پڑتا ہے ـــــــ ذرا زبان بے قابو ہوئی اور ایمان رُخصت ہوا ـــــــ بے شک ایمان کی سلامتی ادب میں ہے ـــــــ ادب کی باتیں عقل نہیں بتا سکتی، یہ باتیں دِل بتاتا ہے اِس لیئے بے ادبی کا حال اہلِ ادب سے پوچھیئے ـــــــ اہلِ زبان سے پوچھیئے اور بے ادبی کا مآل اہلِ شریعت سے پُوچھیئے ـــــــ

اِس مقالے کا نام "نورُ ونار" اِس لیئے تجویز کیا ہے کہ اس میں اُس پیکرِ نورانی کا ذِکر ہے

Marfat.com

جس کے متعلق حق جلّ مجدہٗ نے اعلان فرمایا :۔

قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ ۝[1]

(ترجمہ) بے شک، اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

ہاں اس ذاتِ قدسی صفات کی شان میں گستاخیوں اور زباں درازیوں کی ایک آگ سلگائی گئی اور خوب دہکائی گئی مگر آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ کی مُوسلا دھار بارش نے اس آگ کو اس طرح ٹھنڈا کر دیا جس طرح ابراہیم علیہ السّلام پر نارِ نمرُود کو ٹھنڈا کر دیا گیا تھا ـــــ دہکتی آگ کو ارشادِ ربّانی ہو رہا ہے :۔

یٰنَارُ کُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ ۝[2]

(ترجمہ) اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم پر۔

ہاں وُہ اپنے محبُوبوں پر ایسے ہی مہربان ہیں ؎

نارِ نمرُود کو کیا گُل زار
دوست کو یُوں بچا لیا تُو نے

اور حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس ٹھنڈک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی جھلک دیکھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں ؎

یا برد نار الخلیل ، یا سببا
لعصمۃ النار و ھی تحرّق !

(ترجمہ) اے نارِ خلیل کی ٹھنڈک ! ـــــ اے وُہ جس نے جلتی آگ سے خلیل کو بچا لیا۔ !

---

[1] القرآن الحکیم، سُورہ المآئدہ، ۱۵

[2] القرآن الحکیم، سُورہ الانبیآء، ۶۹

Marfat.com

کس کی مجال کہ ایسے محبوب کے لئے آگ سلگائے ! ـــــ یہاں جلنے والی آگ بھی نہیں جلتی ـــــ ٹھنڈی ہو ہو جاتی ہے، مگر ـ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بو لہبی

نور و نار کی یہ جنگ جاری ہے ـــــ ابلیس نے گستاخیٔ رسول کی جو آگ جلائی تھی وہ کبھی کبھی بھڑک اٹھتی ہے ـــــ مگر نار کی سوزشیں، نور کی تابشوں کے سامنے ماند پڑ جاتی ہیں اور پھر نور ہی نور نظر آتا ہے ـ ع

دل نور، جگر نور، زباں نور، نظر نور

میرے بزرگو! اور میرے عزیزو! ـــــ دل کو عقیدۂ توحید سے مضبوط و قوی کرو کہ دل ناتوان و کمزور ہے ـــــ ہاں یہ مضبوط و قوی ہوگا تو محمّد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی محبّت سے ـــــ انبیا علیہم السّلام کی محبّت سے ـــــ اہل بیت کی محبّت سے ـــــ صحابۂ کرام کی محبّت سے ـــــ اولیاءِ عظام کی محبّت سے ـــــ علماءِ حق کی محبّت سے ـــــ جو گلشنِ توحید کے گل بوٹے ہیں ـــــ جو معرفتِ الٰہی کے وسیلے ہیں ـــــ جس طرح بے برگ و بار درخت کو پہچاننا مشکل ہے اُسی طرح ان حضرات کی محبّت و رہنمائی کے بغیر شجرِ توحید کی حقیقت کا پانا مشکل ہے ـــــ جس طرح آلاتِ مادیہ اور قوائے روحانیہ کے بغیر فضاؤں کی بلندی تک پہنچنا ناممکن ہے اُسی طرح ان حضرات کو دیکھے بغیر عقل کا آگے بڑھنا اور معرفتِ الٰہی کا حاصل کرنا ناممکن ہے ـــــ عقل کی اِس دنیا میں عقل کی بات کیجئے ـــــ برگ و بار دیکھ کر درخت کو پہچانیئے ـــــ اِن سہاروں کو لے کر آگے بڑھیئے ـــــ قرآن کا یہی حکم ہے ـــــ اللہ اللہ! قرآن کھولتے ہی پیاروں اور محبوبوں کا ذکر شروع ہو جاتا ہے ـــــ اِرشاد ہوتا ہے :ـ

"ہم کو سیدھی راہ پر چلا ، اُن لوگوں کی راہ جن پر تُو نے اِنعام فرمایا نہ ان لوگوں کی جن پر تیرا غضب نازل ہوا ۔"

یہاں حزب اللہ اور حزب الشیطان کا ذِکر فرما کر حق کو باطل سے ممتاز کر دیا اور بتا دیا کہ حزب اللہ وُہی ہے جو انبیاء علیھم السّلام اور حضرات اہل اللہ سے محبّت کرے ـــــ اُن کے نقش قدم کو پانے کی دُعا کرے ـــــ اُن کے راستے پر چلنے کی آرزُو کرے ـــــ اور جب وُہ نقشِ قدم مِل جاتے ـــــ اور جب وُہ راستہ پالے ـــــ تو دِل وجان سے اُس پر چل کر منزلِ مقصُود کو پالے ـــــ بے شک انہیں کے نشانِ قدم منزلِ مقصُود کا پتا دیتے ہیں ۔ اِسی لِئے فرمایا "سچّوں کے ساتھ ہو جاؤ" ـــــ

ہاں ؎

چاہیئے اچھّوں کو جِتنا چاہیئے
یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیئے؟

احقر محمّد مسعُود احمد عفی عنہ

(پرنسپل ، ڈِگری کالج ، ٹھٹّھہ)

(سندھ ، پاکستان)

۱۴۰۳ھ

۱۹۸۲ء

Marfat.com

نُور و نار

Marfat.com

Marfat.com

آدم و ابلیس

اللہ نے آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرایا ـــــ اپنے فرشتوں سے کرایا ـــــ اپنے سامنے کرایا ـــــ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ غیر اللہ کے آگے سجدہ نہ کرو ـــــ نبی و رسول کی تعظیم حد سے زیادہ نہ کرو ـــــ مگر یہ کیا ہو رہا ہے؟ ـــــ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ ـــــ عقل جواب دے ـــــ ابلیس بھی تو اللہ سے یہی کہہ رہا تھا جو ہم کہتے پھرتے ہیں ـــــ پھر محض اس جرم پر کہ وُہ اللہ اور صرف اللہ کے آگے جھکنا چاہتا تھا ـــــ غیر اللہ کے آگے جھکنے کو اس کا دِل نہ چاہتا تھا، ایسی سزا ملی کہ آج تک کسی کو ایسی سزا نہ ملی ـــــ سُبحان اللہ یہ بھی کوئی جُرم ہے! ـــــ پھر یہ سزا کیوں ملی؟ ـــــ اللہ کی نافرمانی پر ملی یا آدم کی گُستاخی پر ملی؟ ـــــ لیکن بظاہر لغزش تو آدم (علیہ السّلام) سے بھی ہُوئی ـــــ حکم ہُوا اِس درخت کے پاس نہ جانا ـــــ ابلیس نے بہکا دیا ـــــ درخت کے قریب چلے گئے پھر جو ہُوا سو ہُوا ـــــ مگر گرفت نہ فرمائی، تنبیہ فرما کر معاف فرما دیا گیا ـــــ تو اگر لغزش ہی مُوجبِ غضب ہوتی تو آدم (علیہ السّلام) کو معاف نہ کیا جاتا ـــــ مگر نہیں آدم (علیہ السّلام) کی یہ لغزش اللہ کی جناب میں تھی، اِس لئے کلماتِ معذرت القا فرما کر معاف کر دیا گیا ـــــ اور ابلیس کی گستاخی اللہ کے محبُوب بندے آدم (علیہ السّلام) کی جناب میں تھی جس کو معاف نہ کیا گیا اور ذِلّت و خواری کا طوق ابدالآباد تک اُس کی گردن میں ڈال دیا گیا ـــــ بے شک ابلیس نے سجدہ سے اِنکار کیا لیکن حقیقت میں تعظیمِ رسُول سے اِنکار کیا ـــــ وُہ سرکش نہ تھا ـــــ وُہ مُشرک نہ تھا ـــــ وُہ بدعتی نہ تھا ـــــ وُہ موحّد تھا موحّد ـــــ وُہ عابد و زاہد تھا ـــــ تو پھر وُہ کیوں مارا گیا؟ ـــــ بلاشبہ گستاخیِ رسُول پر مارا گیا ـــــ یہ نکتہ نظر انداز کرنے کے لائق نہیں، غور فرمائیں اور خوب غور فرمائیں ـــــ

اگر وُہ نافرمانی پر مارا جاتا تو قصّے کو طُول نہ دیا جاتا ـــــ اللہ کو معلوم تھا کہ اُس نے کیوں اِنکار

Marfat.com

کیا ـــــــ مگر پھر بھی اُس سے پُوچھا کہ تُو تو سرکش نہ تھا پھر کیا ہُوا کہ تُو نے سجدہ سے اِنکار کر دیا؟ ـــــــ ہاں یہ اس لیئے پُوچھا گیا کہ رازِ محبّت عالم آشکار ہو جائے ـــــــ سب کو خبر ہو جائے ـــــــ اُس نے کہا کہ خُدایا تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا آدم کو خاک سے پیدا کیا ـــــــ مَیں آدم سے بہتر ہُوں ـــــــ ابلیس نے غلط نہ کہا تھا کہ آدم کو خاک سے پیدا کیا گیا تھا ـــــــ مگر اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ یہ ایسا سچ تھا جس سے ایک اولوالعزم نبی کی تحقیر ہوتی تھی، اِسی لیئے فرمایا کہ تو ہمارے نبی کو حقیر سمجھتا ہے جا، دفع ہو، ذلیل و خوار ہو! فَاخۡرُجۡ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیۡنَ[1] ـــــــ معلوم ہُوا کہ نبی کی شان میں کوئی سچی بات بھی تحقیر آمیز انداز میں کہی جائے تو ابدی بدبختی اور غضبِ الٰہی کا سبب بن سکتی ہے ـــــــ بے شک ع

نفس گُم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اللہ اللہ تخلیقِ آدم (علیہ السّلام) کے پہلے ہی روز گستاخانِ رسُول کا انجام دِکھا دیا گیا کہ کوئی آنے والا گستاخی کی جرأت نہ کر سکے ـــــــ نائبِ ربّ العالمین کا سکّہ چلتا رہے اور اُن کے دامنِ عصمت پر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکے ـــــــ

ابلیس کی بدبختی و بدنصیبی کا سبب آدم (علیہ السّلام) کی ذات تھی اِس لیئے اس کا پہلا نشانہ آپ کی ہی ذات ٹھہری ـــــــ اس نے آپ کو بہکایا ـــــــ اَب وُہ دِلوں میں ہزاروں وسوسے ڈالتا ہے، مگر سب سے خطرناک وسوسہ یہی ہے کہ "نبی کچھ نہیں، بس اللہ ہی اللہ ہے" ـــــــ یہ وُہی بات ہے جس نے ابدالآباد تک ابلیس کی گردن میں لعنت کا طوق ڈالا ـــــــ کون ابلیس؟ ـــــــ جو موحّد تھا ـــــــ جس نے برس ہا برس فرشتوں کو تعلیم دی ـــــــ جنّ ہوتے ہُوئے ریاضات و مجاہدات نے جس کو فرشتوں کی صف میں لا کھڑا کیا اور پھر اُس کے سامنے فرشتوں کو زانوئے تلمّذ تہہ کرنا پڑا ـــــــ اور وُہ فرشتوں کا اُستاد بنایا گیا ـــــــ اِس بلندی پر پہنچنے کے باوجُود ـــــــ اس شان کے علم و فضل اور زُہد و عبادت کے باوجود ـــــــ دیکھتے ہی دیکھتے آسمانِ عزّت کی بلندیوں سے غارِ ذِلّت کی پستیوں

---

[1] القرآن الحکیم: سورۃ الاعراف، ۱۳

میں گرا دیا گیا ـــــ آدم (علیہ السّلام) کی جناب میں گستاخی کی پاداش میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملعون و مردود ٹھہرا دیا گیا ـــــ معلوم ہوا کہ نبی کی شان میں گستاخی عمر بھر کی نیکیوں اور زمانے بھر کی فضیلتوں کو حرفِ غلط کی طرح مٹا کر رکھ دیتی ہے ـــــ اللہ اللہ ـــــ جو کبھی عالم تھا ـــــ جو کبھی ولی کامل تھا ـــــ جو کبھی معلم الملکوت تھا ـــــ گستاخیٔ رسُول کے بعد اب وُہ کچھ بھی نہیں ـــــ پہلے اس کے آگے فرشتے باادب کھڑے ہوتے تھے ـــــ اَب ارشاد ہو رہا ہے کہ اس سے پناہ مانگو ـــــ اِس سے دُور بھاگو ـــــ حیف! ایک عالم و فاضل اَور عابد و زاہد کو گستاخی کہاں سے کہاں لے گئی ـــــ قصّۂ ابلیس و آدم ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے ـــــ مگر نہیں آنکھیں نہیں کھُلتیں ـــــ اَور نہ معلوم جان بُوجھ کر یا بے سوچے سمجھے اِبلیس کے مشن کو تقویّت پہنچائی جا رہی ہے ـــــ اس کا مشن یہی ہے کہ مخلوقِ اِلٰہی کو انبیاء و اولیاء سے دُور لے جایا جائے ـــــ اَور ان سے بیگانہ کر کے کہیں کا نہ رکھا جائے ـــــ عظمتِ نبوّت اس کی ذلّت و رُسوائی کا سبب بنی ـــــ اِس لِئے اُس نے آدم، جانشینِ آدم، حضراتِ انبیاءؑ علیہمُ السّلام اَور وارثینِ انبیاء، حضراتِ اہل اللہ کو اپنا حریف سمجھا ہے اَور انہیں کی عزّت و ناموس کے درپے ہو رہا ہے ـــــ دِلوں کو اُن سے توڑ رہا ہے ـــــ زبانوں کو اُن کی جناب میں گُستاخ بنا رہا ہے ـــــ خُوب بدلے لے رہا ہے ـــــ

حقیقت میں امرِ رب مقامِ ادب سے بھی بالاتر ہے ـــــ الامر فوق الادب ـــــ اِبلیس یہ نکتہ نہ سمجھا۔ وُہ غیر اللہ کے آگے نہ جھکنے کو جانِ توحید سمجھا اَور اِس حرفِ محبّت کو بھُلا دیا کہ بندگی محبُوب کے اِشاروں پہ چلنے کا نام ہے ـــــ اِسی لِئے وُہ مغضوب و مردُود ٹھہرا کہ حرفِ محبّت سے ناآشنا تھا۔ ـــــ اُس کو عقل نے ڈسا، اُس نے محبّت کا مزا نہ چکھا ـــــ بے شک رئیس العاشقین ہی رئیس الموحّدین ہے ـــــ جس کو محبّت و ادب کا پاس و لحاظ نہیں وُہ عاشقی و بندگی کیا جانے! ؎

عاشق نہ شُدی و محنتِ اُلفت نہ کشیدی
کس پیشِ تو غم نامۂ ہجراں چہ کشاید

ایک ظاہر سجدہ ہے ـــــ ایک باطن سجدہ ہے ـــــ ظاہر سجدہ یہ ہے کہ انسان کی پیشانی خمیدہ ہو کر زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اور باطن سجدہ یہ ہے کہ جسم و جان دونوں مصروفِ اطاعت و بندگی ہو جاتیں ـــــ گویا اطاعت و فرماں برداری رُوحِ سجدہ ہے ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اسی لئے فرمایا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ[1] ـــــ جس نے رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی ـــــ دوسری جگہ فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ[2] ـــــ ان سے فرما دیجئے اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میری اطاعت کرو، پھر اللہ تم کو محبوب بنا لے گا ـــــ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور اللہ کی محبوبیت کا سب سے بڑا وسیلہ ـــــ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں رُوحِ سجدہ کی جھلک نظر آ رہی ہے ـــــ

مجاز پرستی کے اس دور میں توحیدِ خالص کا اس طرح پرچار کرنا کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں، رسولوں، نبیوں اور ولیوں کو محتاجِ محض اور عاجز مخلوق قرار دے کر عام انسانوں کی صف میں کھڑا کر دیا جائے، نہایت ہی خطرناک ہے ـــــ خصوصاً اس دور میں جو نبیوں، رسولوں اور ولیوں سے چھوٹا وہ خدا سے چھوٹا اُس کا مسلمان نظر آنا تو ممکن ہے مگر مسلمان رہنا مشکل ہے ؎

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
دربدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ النساء، ۸۰

[2] القرآن الحکیم، آلِ عمران، ۳۱

Marfat.com

آدابِ رسالت

قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے :-

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۚ وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ [1]

اے ایمان والو! "راعنا" نہ کہو بلکہ "انظرنا" کہو (یعنی حضور ہم پر نظر رکھیں) اور (ارشاداتِ عالی کو پہلے ہی سے دِل لگا کر) سنو ______ (اس حکم سے) سرتابی کرنے والوں کے لِئے دردناک عذاب ہے ______

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی مجلسِ مبارک میں جب صحابہ کرام کی سمجھ میں کوئی بات نہ آتی تھی تو "رَاعِنَا" کہتے تھے یعنی "ہماری رعایت کیجئے اور مکرّر ارشاد فرمائیے" ______ اِس مجلس مُبارک میں یہُودی بھی ہوتے، وُہ "ع" کی زیر کو ذرا کھینچ کر "رَاعِیْنَا" کہتے تھے جس کے معنی لیتے "اے ہمارے چرواہے"! ______

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہُودیوں کی اِس تحقیر آمیز شرارت کو سمجھ گئے ـ چنانچہ اُنھوں نے ببانگِ دُہل فرمایا کہ "اے دُشمنانِ اِسلام! تم پر خُدا کی لعنت قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے پھر کسی نے رسُول اللہ کو اِس طرح مخاطب کیا تو اس کی گردن اُڑا دُوں گا" [2] ______

جلالِ سعد بن معاذ نے آسمان و زمین کو ہلا کر رکھ دیا ______ اور یہ آیت نازل ہوئی جس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لِئے گستاخانِ رسُول کے مُنہ بند کر دیئے اور عذابِ الیم کی وعید سُنائی ______

یہ نکتہ قابلِ توجّہ ہے کہ کفّار و یہُود جو کچھ کہا کرتے تھے، وُہ بیان واقعی تھا ______ جھُوٹ نہ تھا یعنی فی الواقعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بکریاں چرائی تھیں گو اُن کی بکریاں نہ چرائیں بلکہ اپنی یا رضاعی

---

[1] القرآن الحکیم سُورۃ البقرہ، ۱۰۴

[2] حاشیہ تفسیرِ طبری، جلد اوّل مطبوعہ مصر ۱۳۲۳ھ، ص ۳۵۷ (بحوالہ تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان لعلّامہ نظام الدین حسن بن محمّد)

Marfat.com

ماں کی بکریوں کی پاسبانی فرمائی۔ اور آپ ہی پر کیا منحصر ہے بہت سی جلیل القدر ہستیوں نے بکریاں چرائی ہیں، یہ کوئی ایسا کام نہیں جس کو معاشرے میں اچھی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ پھر بھی ارشاد ہوا "خبردار! اب "رَاعِنَا" نہ کہنا"! ــــــ بات چل رہی ہے "رَاعِیْنَا" کی اور ممانعت فرمائی جارہی ہے "رَاعِنَا" کی ــــــ اللہ اللہ غیرتِ الٰہی کی شان تو دیکھو! ــــــ کافروں کے معنی و مقصود کا تصوّر تک صحابہ کے دل میں نہ تھا بلکہ یہ وسوسہ ان کے قلبِ صافی میں گزر ہی نہ سکتا تھا مگر پھر بھی ممانعت فرمائی ــــــ تو پھر اس کی کیا وجہ تھی؟ ــــــ بات یہ تھی گو "رَاعِنَا" اور "رَاعِیْنَا" کسی معنی میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے مُوجِب اہانت و توہین نہ ہو مگر کفّار و یہُود کا اس کو مُوجِب توہین سمجھ کر استعمال کرنا غیرتِ الٰہی کو گوارا نہ ہوا۔ اور صحابہ کی زبان سے ایک ایسے لفظ کا استعمال بھی ممنوع قرار دیا گیا جو اگرچہ صحابہ کے نزدیک کسی پہلو سے بھی مُوجِب اہانت نہیں مگر کفّار کے اختیار کردہ لفظ کے ساتھ اسے لفظی اشتراک ہے ــــــ یہ آپ کی کمال رعایتِ ادب ہے ؎

باصاف ضمیراں باادب باش کہ بسیار
از آب گہر آئینہ زنگار گرفت ست

الغرض ہرچند صحابہ لفظ "رَاعِنَا" کو ادب و احترام اور تعظیم کے لئے استعمال کرتے تھے مگر پھر بھی اس سے ملتے جُلتے دُوسرے لفظ "رَاعِیْنَا" کا استعمال تذلیل و تحقیر کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اس لئے ممنُوع قرار دے دیا گیا۔ لفظ "رَاعِنَا" سے اشارۃً و کنایۃً بھی توہین مُراد نہ تھی بلکہ اس کا استعمال تعظیم و ادب کے لئے تھا۔ پھر یہ لفظ مردُود ٹھہرا اور اس کا استعمال کرنے والا مغضُوب، تو غور کرو جن کلمات میں صراحۃً اور کھلم کُھلّا آپ کی شان میں گستاخی کی گئی ہو مولیٰ تعالیٰ کے نزدیک ان کلمات کا اور ان کے قائل کا کیا مقام ہوگا؟ ــــــ اس آیت میں دُوسری بات قابلِ توجہ یہ ہے کہ یہاں مؤمنین سے خطاب فرمایا ہے، کفّار و یہُود سے نہیں۔ اس لئے یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ وہی آیت کے مخاطب ہیں ــــــ نہیں نہیں، مخاطب عوام و خواص مومنین ہیں۔

بہرکیف آیتِ مذکورہ سے مندرجہ ذیل اصوُل و آداب مستنبط کئے جاسکتے ہیں:۔

Marfat.com

۱۔ ایسا لفظ جس کے معنی اور اطلاق اگرچہ فی نفسہٖ صحیح ہو مگر اس سے تمسخر و استہزاء کا پہلو نکل سکتا ہو، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور استعمال کرنا ناجائز ہے۔

۲۔ ایسے لفظ کا استعمال بھی جائز نہیں جو اگرچہ مقامِ ادب میں بولا جاتا ہو مگر اس سے ملتا جلتا لفظ مقامِ ادب سے گرا ہوا ہو۔

۳۔ ایسے لفظ سے اگرچہ قائل کی مُراد تمسخر و استہزاء نہ ہو مگر پھر بھی وُہ گنہ گار اور قابلِ مواخذہ ہے۔

۴۔ اِس قسم کے الفاظ بھُول چُوک اور اضطرار میں بھی نکل جائیں تو تدارک لازم ہے۔

۵۔ جان بوجھ کر کہے جائیں تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے ـــــــ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ اللہ کے نزدیک بھی اس کا قائل واجب القتل ہے جیسا کہ مذکور ہُوا۔

قرآنِ کریم میں جا بجا ایسی آیات ملتی ہیں جن سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت و توقیر کا درس دیا ہے اور عظمت و شوکت کو بیان کیا گیا ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وُہ اِن آیات کو دل سے لگا کر رکھیں تاکہ گلشنِ محبّت و ادب ویران نہ ہو ـــــــ ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ[1]

(ترجمہ) اے ایمان والو! نبی کی آواز پر اپنی آوازیں اُونچی نہ کرو اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دُوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تم کو خبر تک نہ ہو۔

۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ[2]

(ترجمہ) جو لوگ رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں، وُہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری

---

[1] القرآن الحکیم، سُورۃ الحجرات، ۲

[2] القرآن الحکیم، سُورۃ الحجرات، ۳

کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

۳۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ [1]

(ترجمہ) جو حجروں کے پیچھے تم کو آواز دیتے ہیں، ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

۴۔ لَمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ [2]

(ترجمہ) (ایمان والے وہ ہیں) جو نبی کی مجلس سے نبی کی اجازت کے بغیر نہیں جاتے۔

۵۔ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ [3]

(ترجمہ) جو شخص اجازت چاہے اپنے کسی کام کے لئے تو ان میں سے جسے تم چاہو اجازت دے دو اور جسے نہ چاہو اجازت نہ دو)

۶۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ [4]

(ترجمہ) رسول (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

۷۔ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ [5]

(ترجمہ) جو لوگ محفل مبارک سے آڑ لے کر کھسک جاتے ہیں اللہ انہیں جانتا ہے۔ وہ اللہ کے حکم کے خلاف کرتے ہیں، اُن کو خدا سے ڈرنا چاہیئے کہ وہ آفت یا عذاب کا شکار نہ ہو جائیں۔

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ الحجرات، ۴

[2] القرآن الحکیم، سورۃ النّور، ۶۲

[3] القرآن الحکیم، سورۃ النّور، ۶۲

[4] القرآن الحکیم، سورۃ النّور، ۶۳

[5] القرآن الحکیم، سورۃ النّور، ۶۳

Marfat.com

۸۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ [1]

(ترجمہ) بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اُس غیب بتانے والے (نبی) پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو!

۹۔ قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ہ [2]

(ترجمہ) تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

قرآنِ کریم میں بعض آیات وُہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت فرمائی ہے یا کوئی ہدایت و نصیحت ——— ایسی آیات میں عموماً حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے براہِ راست خطاب فرمایا ہے ——— بعض آیات وُہ ہیں جن میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے محامد و محاسن اور اَن گنت خوبیاں بیان کی گئی ہیں ——— ایسی آیات میں عموماً براہِ راست مسلمانوں سے خطاب کیا گیا ہے۔

اِسی طرح احادیث میں بعض احادیث وُہ ہیں جن میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے عجز و انکسار کا اظہار فرمایا ہے اور بعض احادیث وُہ ہیں جن میں آپ نے اپنی جلالتِ شان کا ذکر فرمایا ہے ——— اب ایک آنکھ تو وُہ ہے جو پہلی قسم کی آیات و احادیث پر نظر جمائے ہُوئے ہے، اُس کی نظر دُوسری

---

[1] القرآن الحکیم، سُورۃ الاحزاب، ۵۶

[2] القرآن الحکیم، سُورۃ التوبہ، ۲۴

Marfat.com

قِسم کی آیات واحادیث کی طرف اُٹھتی ہی نہیں۔ ـــــ مگر ایک آنکھ وُہ بھی ہے جو پہلی اَور دُوسری دونوں قِسم کی آیات واحادیث کو سامنے رکھ کر قرآن وحدیث کی رُوح تک پہنچنے کی کوشِش کرتی ہے اَور وُہ کچھ دیکھتی اَور دِکھاتی ہے جو پہلی آنکھ نہیں دیکھ پاتی ـــــ وُہ پہلی آنکھ عالِم آب وگِل میں اُلجھ کر رہ گئی اَور یہ دُوسری آنکھ سمٰوٰت، بلکہ ماورائے سمٰوٰت جا پہنچی ـــــ اُس کا اندازِ نظر غیر سائنٹِیفک ہے، اِس کا اندازِ نظر سائنٹیفک ہوتے ہوئے بھی عاشقانہ اَور مؤمنانہ ہے۔

توہینِ رسالت

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے پاک و ہند کے جس ماحول میں آج سے ڈیڑھ سو برس ۱۵۰ پہلے جو تقویۃ الایمان لکھی تو اُس دور میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عشق اور مشائخ عظام و اولیائے کرام سے محبت و عقیدت کے چرچے عام تھے، شاہِ وقت بہادر شاہ ظفر خود اہل سنّت وجماعت سے تعلق رکھتا تھا۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی انقلابی طبیعت کو یہ ماحول بیگانہ معلوم ہوا اور انہوں نے ابنِ عبدالوہاب کی روش پر چلتے ہوئے ماحول کے خلاف بھرپور جنگ کی اور تقویۃ الایمان لکھ کر عوام و خواص کے عشق و محبت کو جھنجھوڑا ـــــ علماء خیر آباد، علماء بدایوں، علماء بریلی، علماء فرنگی محل اور علماء دہلی وغیرہ نے تقویۃ الایمان کی بعض عبارات کی گرفت کی اور بعض علماء نے اس کے رد لکھے اور یہ سلسلہ چل نکلا ـــــ جو آج تک جاری ہے ـــــ

تقویۃ الایمان میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اور تمام محبوبانِ خدا کی جناب میں جو بے باکانہ اسلوب اختیار کیا ہے وُہ اِن محبوبوں کے خالق و مالک جلّ وعلا کے کلام میں بھی نہیں ملتا ـــــ سارے قرآن کو پڑھ جایئے، کہیں یہ انداز نہ پائیں گے جو صاحبِ تقویۃ الایمان نے اپنایا ہے۔ تو جب خدا نے اپنے محبوبوں کا پاس ولحاظ رکھا ہے تو بندے کی کیا مجال کہ وُہ ایسا بدلحاظ ہوجائے۔

طریقت میں جس نے قدم رکھا ہے وُہ معمولی انسان کے لئے بھی بے باک نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ انبیاء علیہم السّلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی جناب میں بے باک ہو۔ صاحبِ طریقت پیکرِ عجز و انکسار ہوتا ہے، اس کو ہر گھڑی اپنی عاقبت کی فکر ہوتی ہے ـــــ وُہ بڑے بول نہیں بولتا ـــــ بڑے بول وُہی بولتا ہے جو اپنی عاقبت سے بے نیاز ہوتا ہے ـــــ

تقویۃ الایمان کی ساری ہی باتیں رد کرنے کے لائق نہیں مگر بہت سی ایسی باتیں لکھ دی ہیں جنہوں نے ساری کتاب پر پانی پھیر دیا ہے ـــــ کاش صاحبِ تقویۃ الایمان ادب کی اہمیّت کو سمجھتے اور ایسی عبارات سے گریز کرتے جو مقامِ ادب کے منافی ہیں ـــــ

Marfat.com

اسلام سراسر عشق و محبّت ہے اَور محبت سراسر ادب ــــــــــ مقامِ عقل میں جو بات معقول نظر آتی ہے، مقامِ عشق میں وُہ نامعقول ہوجاتی ہے ــــــــــ مگر یہ بات وُہی سمجھ سکتا ہے جو آشنائے محبّت اَور دانائے اَدب ہو۔

"محبُوب کے سامنے زور سے نہ بولو"ــــــــــ عقل پُوچھتی ہے، کیوں نہ بولیں؟ ــــــــــ عِشق کہتا ہے، خاموش، ہاں نہ بولو! ــــــــــ "محبُوب کی مجلس سے بِلا اجازت نہ کِھسکو" ــــــــــ عقل پُوچھتی ہے، کیوں نہ کِھسکیں؟ ــــــــــ عِشق کہتا ہے، خبردار، ہاں نہ کِھسکو! ــــــــــ "باہر سے محبُوب کو آواز دے کر نہ بُلاؤ" ــــــــــ عقل پُوچھتی ہے، کیوں نہ بلائیں؟ ــــــــــ عشق کہتا ہے، ہُشیار، ہاں نہ بُلاؤ! ــــــــــ "محبُوب کی محبّت پر آل و اَولاد اَور جان و مال سب کچُھ نثار کر دو" ــــــــــ عقل پُوچھتی ہے، کیوں نثار کر دیں؟ ــــــــــ عِشق کہتا ہے، ہاں ہاں نثار کر دو! ــــــــــ ؏

بمُصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

حضُورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی جناب میں جن آداب کا قرآنِ حکیم نے ذِکر کیا ہے ــــــــــ اگر عقل سے سمجھو تو سمجھ میں نہیں آتے ــــــــــ ہاں عِشق سے سمجھو تو ہر ادب دِل میں گھر کرتا چلا جاتا ہے۔

مقامِ عقل میں بھُول چُوک میں چھُوٹ ہے۔ مگر مقامِ عشق میں بھُول پر سخت سزا ہے ــــــــــ بھُول چُوک غیر سے پیوستگی کا نتیجہ ہے۔ اِس لِئے عاشق کے شایانِ شان نہیں کہ وُہ غیر سے وابستہ ہو کر اتنا از خود رفتہ ہوجائے کہ آدابِ محبّت کو یکسر فراموش کر دے۔

قرآنِ حکیم میں جہاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی آواز پر آواز بلند کرنے کی ممانعت فرمائی ہے وہاں صرف ممانعت نہیں بلکہ یہ بھی فرمایا جا رہا ہے کہ آج کے بعد اگر بھُول چُوک میں بھی کِسی کی آواز بلند ہوگئی تو عجب نہیں کہ اس کے نیک اعمال ضائع کر دیئے جائیں اَور اُس کو خبر تک نہ ہو ــــــــــ کِس کے اعمال؟ ــــــــــ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال ــــــــــ جن کا ایک عمل، اغواث و اقطاب و ابدال کے ساری کی ساری عمروں کے اعمال پر بھاری ہے ــــــــــ غور کرو! ــــــــــ اَور خُوب غور کرو! ــــــــــ

Marfat.com

جنابِ رسالت صلّی اللہ علیہ وسلّم میں بے ادبی و بے باکی کوئی معمولی بات نہیں ـــــــ بہت بڑی بات ہے۔

یہ تو تھی صرف آواز اُونچی کرنے والی بات ـــــــ اُن کی آواز جن کے مُنہ سے نکلے ہُوئے کلمات مِلّتِ اسلامیہ کے لیئے حُجّت ہیں ـــــــ ایسے کلمات کا زور سے نکل جانا بھی خُدا کے نزدیک باعثِ تعزیرِ شدید ٹھہرا ـــــــ تو اُن کلمات کی بات کیا کی جائے جن میں اہانت و توہین کی بُو آ رہی ہے ـــــــ؟

آیندہ صفحات میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی بعض گُستاخانہ عبارات کا جائزہ لیا جائے گا اِس سلسلے میں موصُوف کے متّبعین و معتقدین سے اِتنی گزارش ہے کہ اگر راقم کا کوئی کلمہ یا عبارت مولوی اسمٰعیل کی شان میں گُستاخانہ محسُوس فرمائیں تو اس کی بھی اسی طرح تاویل فرمالیں جس طرح مولانا اسمٰعیل کی گستاخانہ عبارات کی تاویل فرمایا کرتے ہیں یعنی یہ کہ اُنھوں نے جو گستاخانہ عبارات لکھی ہیں اُن سے مقصُود حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی گُستاخی نہ تھی بلکہ رب تبارک و تعالیٰ کی بڑائی دکھانا مقصُود تھا ـــــــ راقم کی بھی عبارات اور کلمات کی بھی یہ تاویل فرمالیں کہ اس سے مقصُود مولوی اسمٰعیل کی تذلیل و تحقیر نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت و شان کا بیان مقصود ہے اور بلا شبہ یہ تاویل نہ ہوگی بلکہ اظہارِ حقیقت ہوگا کیوں کہ راقم کا مسلک تو یہ ہے ع

اُخوّت کی جہاں گیری، محبّت کی فراوانی

Marfat.com

تعارف تقویۃ الایمان

تقویۃ الایمان کا جو ایڈیشن ہمارے سامنے ہے اِس کا پُورا نام ہے تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان مؤلّفہ مولوی اِسماعیل و نصیحۃ المسلمین مؤلّفہ مولوی خرّم علی مطبُوعہ لاہور (۱۹۷۸ء)، شائع کردہ امجد اکیڈمی، لاہور

تقویۃ الایمان ۷۰ صفحے کا رسالہ ہے جو صفحہ ۹ سے صفحہ ۷۹ تک پھیلا ہوا ہے، اس کے بعد تذکیر الاخوان کے نام سے ایک اَور رسالہ ہے، یہ صفحہ ۸۱ سے صفحہ ۳۲۷ تک پھیلا ہوا ہے، اِس رسالے کو مولوی اِسماعیل سے منسُوب کیا گیا ہے ——— اِس اڈیشن میں تقویۃ الایمان اَور تذکیر الاخوان کے علاوہ سیّد عبد اللہ بغدادی کے مکتوب عربی (محررہ ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء) کے جواب میں مولوی اِسماعیل کا مکتوب بھی ہے جو صفحہ ۳۲۹ سے ۳۳۵ تک پھیلا ہوا ہے، اس کے بعد تقویۃ الایمان کی حمایت و تائید میں دُوسرے فتوؤں کے علاوہ مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ بھی ہے جس میں وُہ لکھتے ہیں:۔

ا۔ تقویۃ الایمان بہت ہی اچھی کتاب ہے اَور شرک و بدعت کی تردید میں بے مثال ہے۔[1]

ب۔ بات یہ ہے کہ شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بدعتیوں کو اِس واسطے دُشمنی ہے کہ آپ نے بدعتیوں کی خوب مٹی پلید کی[2] اَور بدعتیوں کے بازار کو سرد کر دیا۔[3]

فتوؤں کے بعد جامع تقویۃ الایمان نے تقویۃ الایمان کی متنازع فیہ عبارات کے بارے میں سوالاً جواباً صفائی پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو عُذرِ گناہ بدتر از گناہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ جامع موصُوف نے

---

[1] اِسماعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبُوعہ لاہور (۱۹۷۸ء) ص ۳۳۷

[2] لفظ "مٹی پلید کرنا" ایک عامیانہ محاورہ ہے جو ایک مُفتی و فقیہ کے شایانِ شان نہیں۔

[3] اِسماعیل دہلوی: تقویۃ الایمان، ص ۳۳۷

Marfat.com

پیغمبر علیہ السّلام کو بڑا بھائی کہنے اَور اللہ کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل کہنے اَور اِس قسم کے اَور کلمات کی تاویل و توجیہ فرمائی ہے ——— مناسب تھا کہ یہ نامعقول جُملے حذف کر دیئے جاتے اَور اُن سے بریّت کا اعلان کرا دیا جاتا ——— جب صاحبِ تقویۃ الایمان نے ایسی آیات و احادیث کو نظر انداز کر دیا جن سے انبیاء علیہم السّلام اَور خصُوصاً حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت و شوکت کا اندازہ ہوتا تھا تو ایسے کلمات کو خارج کرنے میں کونسی قباحت تھی جن سے ان حضراتِ قدسیہ کی تحقیر و تذلیل ہوتی تھی ——— ناشائستہ کلمات کی تاویل و توجیہ کر کے اپنے اِیمان کو خطرے میں ڈالنا ہرگز دانائی و ہوش مندی کی بات نہیں ——— بات سے بات نِکلتی ہے، مولوی اسمٰعیل دہلوی نے جو راہ اِختیار کی یعنی انبیاء علیہم السّلام کی تحقیر و تذلیل کے لِئے آیاتِ قرآنیہ سے اِستدلال کرنا اَور ایسی آیات کو قطعاً نظر انداز کر دینا جن سے کمال رفعت و بلندی کا اندازہ ہوتا ہو، ڈیڑھ سو برس گزر جانے کے بعد بھی بعض حضرات اب تک اُس راہ پر چل رہے ہیں۔ یہ کوئی اِلزام نہیں، ذاتی تجربہ ہے۔ سُنئیے:۔

فروری ۱۹۷۹ء میں ایک ضعیف العمر عالم، عقائد سے متعلق اپنی تصنیف پر تقریظ لکھوانے تشریف لائے ——— کتاب کھول کر دیکھی تو نبیوں اَور رسُولوں کا اِس انداز سے تعارف کرایا گیا تھا کہ گویا وُہ اللہ تعالیٰ کی بے بس مخلوق ہیں (معاذ اللہ) مثلاً یہ کہ نبی کو کنوئیں میں ڈال دیا جاتا ہے، قید کر دیا جاتا ہے، بیمار ڈال دیا جاتا ہے، دریا میں پھینک دیا جاتا ہے مچھلی کے پیٹ میں محبُوس کر دیا جاتا ہے۔ وطن سے بے وطن کر دیا جاتا ہے۔ میدانِ جنگ میں لہولہان کر دیا جاتا ہے، رو رو کے وُہ بینائی سے محروم ہو جاتا ہے، آگ میں ڈال دیا جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

راقم نے عرض کیا کہ اُولوالعزم نبیوں اَور رسُولوں کا یہ کیسا تعارف کرایا ہے؟ ——— فرمانے لگے یہ تو سب قرآن میں موجُود ہے، راقم نے عرض کیا ——— بے شک یہ سب کچھ قرآن میں ہے مگر اسی قرآن میں:۔

○ یہ بھی تو ہے کہ سلیمان (علیہ السّلام) کے خادم نے ملکۂ سبا کا تخت سینکڑوں میل کی مُسافت سے چشم زدن میں لا کر رکھ دیا۔

Marfat.com

○ یہ بھی تو ہے کہ ایُّوب (علیہ السّلام) نے جب زمین پر قدم مارا تو چشمہ پھُوٹ نکلا۔

○ یہ بھی تو ہے کہ جب مریم (علیہا السّلام) دُنیا سے کنارہ کش ہوگئیں تو دیکھتے ہی دیکھتے پردۂ غیب سے اسبابِ معیشت فراہم کیے گئے۔

○ یہ بھی تو ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السّلام) نے عالمِ شیر خوارگی میں اعلانِ نبوّت فرمایا ——— پھر جب نبوّت ملی تو یہ اعجاز ملا کہ ابرص پر ہاتھ پھیرا تو داغ دھبّے دُھل گئے، مُردے پر دم کیا تو آن کی آن میں زندہ کر دیا اَور مادر زاد اندھے پر نظر فرمائی تو بِینا کر دیا۔

○ یہ بھی تو ہے کہ حضرت یُوسف (علیہ السّلام) کے پیرہن مبارک کی خوشبو میلوں مسافت سے حضرت یعقوب (علیہ السّلام) نے سُونگھ لی اَور جب پیرہن آنکھوں سے مَس ہوا تو بِینائی آگئی۔

○ یہ بھی تو ہے کہ حضرت مُوسیٰ (علیہ السّلام) نے پتھر پر عصا مارا تو چشمے اُبل پڑے، دریا پر عصا مارا تو راستے نکل گئے، زمین پر عصا پھینکا تو پھنکارتا ہوا اژدہا بن گیا۔ گریبان سے ہاتھ نکالا تو چمک اُٹھا ——— مولیٰ سے کھانا مانگا تو من و سلویٰ اُترا۔

○ یہ بھی تو ہے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) نے کُشتہ پرندوں کو آواز دی تو دیکھتے ہی دیکھتے وُہ اُڑتے ہُوئے چلے آتے۔

○ یہ بھی تو ہے کہ حضرت خِضر (علیہ السّلام) نے علُومِ غیبیہ کے وُہ وُہ راز کھولے جو حضرت مُوسیٰ (علیہ السّلام) پر آشکار نہ کیے گئے تھے۔

○ یہ بھی تو ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی زبانِ مُبارک سے جِنّوں نے تلاوتِ قرآن کی آواز سُنی تو دل پکڑ کر رہ گئے۔ اَور قدموں پر آگرے۔

○ یہ بھی تو ہے کہ جب اُس حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلّم نے کنکریاں پھینکیں تو آن کی آن میں دُشمنوں کی صفیں اُلٹ گئیں۔

○ یہ بھی تو ہے کہ آپ کے اشارے سے چاند دو نیم ہو گیا اَور سارا عالم دنگ رہ گیا۔

- یہ بھی تو ہے کہ جب بیتُ اللہ کی طرف آپ کی نظریں پھریں تو سارے عالم کی نظریں اُس طرف پھیر دی گئیں۔
- یہ بھی تو ہے کہ جب آپ میدانِ جہاد میں اُترے تو فرشتے فوج در فوج آپ کی مدد کو جا پہنچے۔
- یہ بھی تو ہے کہ اُس تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اُس کے مولیٰ نے مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک راتوں رات سیر کرائی اور پھر اُن بلندیوں پہ لے گیا جس کا تصوّر انسان کے بس کی بات نہیں۔

اللہ اللہ یہ سارے اذکار قرآنِ حکیم میں موجود ہیں۔ اِن کا کیوں ذکر نہ کیا؟ فرمانے لگے، : عظمتوں کا ذِکر کیا جائے تو لوگ کُفر و شرک میں مُبتلا ہو جاتے ہیں" ــــــــــ فقیر نے عرض کیا کہ "اِس کی فِکر تو حق جل مجدہٗ فرمائے گا جس نے ایسی آیات نازل فرمائیں، آپ کیوں اِس فِکر میں مبتلا ہو گئے؟ ــــــــــ پھر مجبور ہو کر فرمانے لگے کہ "عظمتوں کی باتیں تو مساجد و مجالس میں عُلماء، و واعظین سے سُنی جا سکتی ہیں" ــــــــــ فقیر نے عرض کیا "لیکن آپ اپنی کتاب میں اِس کا ذِکر نہ فرمائیں گے؟"! ــــــــــ اِس پر وُہ عالم خاموش ہو گئے اور مایُوسی و ناامیدی کے ساتھ اپنا مسوّدہ لے کر چلے گئے ــــــــــ

اِس سانحہ سے سخت صدمہ ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ہمارے درمیان اَب بھی ایسے لوگ موجُود ہیں جو ایسی آیات و احادیث کو برسرِ منبر بیان نہیں کرنا چاہتے جن میں محبُوبانِ خُدا کی تعریف و توصیف اور اُن کی عظمتوں اور منزلتوں کا ذکر ہے۔ اِس لیے بالعموم ان حضرات کا موضوع کفر و شرک ہی رہتا ہے اور وُہ محبُوب سے زیادہ مغضوب کا ذِکر کرنا پسند کرتے ہیں ــــــــــ یہ بات تقاضائے اِیمان کے منافی ہے، کوئی مسلمان نہیں جو ایسا کرنے پر دِل سے آمادہ ہو ــــــــــ

اللہ تعالیٰ نے رُوئے زمین کے تمام اِنسانوں کو اپنی جناب میں یہ اِلتجا کرنے کا حکم دیا ــــــــــ "(اَے اللہ) ہمیں سیدھے راستے پہ چلا، ان (برگزیدہ پیاروں) کا راستہ جن پر تو نے

Marfat.com

انعام فرمایا" ــــــ اللہ اکبر! ان پیاروں اور محبوبوں کے ذکر کے بغیر نہ دعا، دعا ہے اور نہ نماز، نماز ــــــ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ہر دعا میں اوّل و آخر درود شریف پڑھ لیا کرو ــــــ درود شریف کا مقبولِ بارگاہِ ایزدی ہونا ایک کھلی حقیقت ہے ــــــ جب اوّل و آخر کی چیز قبول ہوگی تو پھر بیچ کی چیز کیسے ردّ کی جا سکتی ہے ــــــ سبحان اللہ ــــــ بہر کیف ذکر تھا تقویۃ الایمان کا ــــــ بات کہاں سے کہاں پہنچی ــــــ

تقویۃ الایمان میں قرآنِ کریم کی آیات کے غلط انطباق[1] سے کفر و شرک کا جو معیار قائم کیا گیا ہے اگر اس کو تسلیم کر لیا جائے تو مولوی اسمٰعیل کے معاصرین اور ان سے قبل عالمِ اسلام کے کروڑوں مسلمان کافر و مشرک ٹھہرتے ہیں حتّٰی کہ زمانۂ حال میں عالمِ اسلام کے مسلمانوں کی اکثریت کافر و مشرک قرار پاتی ہے، اس طرح کوئی مسلمان حکومت، اپنے ہاں مسلم اکثریت کا دعوےٰ نہیں کر سکتی ــــــ اس لئے مولوی اسمٰعیل کے خیالات و افکار کو آسانی سے قبول کرنا سخت خطرناک ہوگا، مناسب یہ ہوگا کہ ان کو نقد و نظر کی بھٹی میں پکا کر اچھی طرح دیکھ لیا جائے اور کھوٹا وکھرا الگ کر لیا جائے۔

تقویۃ الایمان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جمود کے قائل ہیں، حرکت کے نہیں ــــــ زندگی اور فکر زندگی منازلِ ارتقاء سے گزرتی ہے۔ اور اسلام کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اس نے زندگی کے فطری عمل کو نظر انداز نہیں کیا ــــــ وہ ان معنوں میں حرکی ہے کہ حرکت و عمل کا اس نے پورا پورا خیال رکھا ہے ــــــ اور ان معنی میں جامد ہے کہ اس کے اصول و ضوابط میں کوئی تغیّر و تبدّل نہیں ــــــ سب کے سب اپنی جگہ اٹل ہیں ــــــ وہ جامد ہوتے ہوئے جانِ حرکت ہے ــــــ یہی اس کا

---

[1] بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے لوگوں کو جو کفّار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں "شرار خلق اللہ" فرمایا ہے۔ (بخاری شریف، مطبوعہ احمدی، ص ۱۰۲۴)
مسعود

Marfat.com

اعجاز ہے اور یہی اس کا امتیاز ــــــ اسلامی فکر و عقیدے پر جو قلم اُٹھاتا ہے اس کو اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھنا پڑے گا ورنہ وُہ خود بھی راستہ سے ہٹ جائے گا اور دُوسروں کو بھی ہٹا دے گا۔

تقویۃ الایمان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ تقویۃ الایمان نے اپنے مزعومات کو ثابت کرنے کے لیئے یہ کتاب لکھی ہے ــــــ اس لیئے یہ ایک وکیل کی تصنیف تو کہی جا سکتی ہے، ایک مُنصِف و مصلح اور رہبر کی تصنیف قرار نہیں دی جا سکتی ــــــ عدل کا تقاضا ہے کہ دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھا جائے اور دونوں طرف کے دلائل پر نظر رکھی جائے۔ البتّہ وکالت کا تقاضا یہ ہے کہ صرف ایک سمت نظر رکھی جائے اور دُوسری سمت کو قطعاً نظر انداز کر دیا جائے بلکہ کوشش یہ کی جائے کہ ایسے دلائل و براہین فراہم کیئے جائیں جو دُوسری سمت کو ضعیف سے ضعیف تر کر دے ــــــ تقویۃ الایمان کا یہی انداز ہے ــــــ اپنی پسند کی آیات و احادیث انتخاب کر لینا اور محبوبانِ خُدا کو بے کس و بے بس ظاہر کرنا ایک مسلمان مصلح و محقّق کو زیب نہیں دیتا بلکہ یہ تو ایک غیر مسلم محقّق کے لیئے بھی باعثِ شرم و ندامت ہے ــــــ

مناسب یہ تھا کہ مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان میں اُن آیات و احادیث کو بھی زیرِ بحث لاتے جو اُن کے مزعومات کے خلاف تھیں، یہ توقع اس لیئے بجا ہے کہ مولوی اسمٰعیل معمولی عالم نہ تھے۔ وُہ بالکل باخبر تھے مگر اس کے باوجود اُنھوں نے افسوسناک راہِ عمل اختیار کی، اور حقائق کو چھپایا۔

تاریخ کی بُنیاد دیانت داری پر ہے ــــــ جو اپنے پسند کے موافق کے بیانات قبول کرتا ہے اور اپنی پسند کے خلاف بیانات ردّ کرتا ہے وُہ نہ مصلح ہے اور نہ محقّق ــــــ یاد آیا بقول حافظ محمد یوسف محقّق پاکستانی علیہ الرحمہ (ریکارڈ کیپر، ریکارڈ آفس لائبریری، جے پور) جب ہندوستان کا مشہور مؤرخ پنڈت جادُو ناتھ سرکار، اورنگ زیب عالم گیر پر مواد کی فراہمی کے سلسلے میں سنٹرل ریکارڈ آفس لائبریری (جے پور) پہنچا تو اُس کو عہدِ عالم گیری سے متعلق ایسا مستند قلمی مواد دکھایا گیا جس سے اورنگ زیب عالم گیر کے اچھے پہلوؤں پر روشنی پڑتی تھی مگر اُس نے اس لیئے قبول نہ کیا کہ اُس کو اورنگ زیب کی سیرت مسخ کر کے دُنیا کے سامنے پیش کرنی تھی۔

Marfat.com

تقویۃ الایمان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل نے انبیاء و صلحاء کے حق میں یہی طرزِ عمل اختیار کیا۔ جو انصاف پسند طبائع کے لیئے نہایت ہی تکلیف دِہ بات ہے ـــــــ جب پسند ہی بُنیاد ٹھہری تو پسند کا حال تو ڈانواں ڈول ہے کبھی ایک چیز ایک وقت خاص میں اچھی معلوم ہوتی ہے مگر دُوسرے وقت بُری لگنے لگتی ہے ـــــــ کچھ یہی حال تقویۃ الایمان اور اس کے مؤیدین و متبعین کا ہے ـــــــ وُہ باتیں جو انبیاء علیہم السّلام اور صلحائے اُمّت کے لیئے اچھی نہیں معلوم ہوتیں، وُہ اپنے اُستادوں اور شیوخ کے لیئے اچھی لگنے لگتی ہیں ـــــــ یا جو باتیں دُوسروں کے کرنے سے اچھی نہیں معلوم ہوتیں، وُہ خود کرنے سے اچھی ہو جاتی ہیں ـــــــ یہ ایک دلچسپ مطالعہ ہے ـــــــ راقم کے سامنے ایسے بہت سے شواہد و نظائر ہیں ـــــــ صاحبِ تقویۃ الایمان کے نزدیک انبیاء و صُلحاء سب بے بس ہیں اُن کو ذرّہ برابر اختیار نہیں ـــــــ مگر تقویۃ الایمان کے اس اڈیشن میں جو ہمارے سامنے ہے، جامع و مرتّب مولانا محمد عبدالعزیز صاحب نے مولوی اسماعیل کے قدرت و اختیار کا اس طرح ذکر فرمایا ہے :-

> نیند میں اتنا قابُو پا لیا تھا کہ جب چاہیں سو جائیں اور جب چاہیں جاگ اُٹھیں۔ [1]

حالانکہ قرآنی آیات بتا رہی ہیں کہ اختیار تو خُدا کو ہے کہ جب چاہے سُلائے، جب چاہے اُٹھائے اور جب چاہے سوتے سوتے اپنے پاس بُلالے۔

---

[1] اسماعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان مطبوعہ لاہور، ص ۶

Marfat.com

عباراتِ تقویۃ الایمان

اَب ہم اُن عبارات وکلمات کی طرف متوجّہ ہوتے ہیں جو تقویّتہ الایمان میں آج بھی موجود ہیں اور جس پر عُلمائے اِسلام کی ایک کثیر جماعت معترض ہے۔ یہاں ہم چیدہ چیدہ صرف ۱۶ عبارات نقل کرتے ہیں ــــــ عُلمائے اِسلام کا اِعتراض صحیح ہے یا یہ محض ایک فِتنہ انگیزی ہے جس کا داعیہ نفسِ امّارہ ہے۔ اِس کا فیصلہ مندرجہ ذیل حقائق وشواہد کی روشنی میں بخوبی کیا جاسکتا ہے ــــــ تقویۃ الایمان کی عبارات ملاحظہ فرمائیں :۔

پہلی عبارت :۔

جس نے اللہ کا حق اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو دے دیا، اس نے بڑے سے بڑے کا حق ذلیل سے ذلیل شخص کو دے دیا کیونکہ خدا سب سے بڑا ہے اَور خدا کے مقابلے میں اس کی مخلوق کی غلامانہ حیثیّت ہے، جیسے کوئی تاجِ شاہی ایک چمار کے سر پر رکھ دے۔ [1]

دُوسری عبارت :۔

جب ہمارا خالق اللہ ہے تو ہمیں اپنے تمام مشکل اَوقات میں اُسی کو پکارنا لائق ہے، کسی اَور سے ہمیں کیا واسطہ؟ جیسے کوئی کسی بادشاہ کا غلام ہوگیا تو وُہ اپنی ضرورت اپنے بادشاہ ہی کے پاس لے جائے گا اُسے دُوسرے بادشاہوں سے کیا واسطہ؟ کسی بھنگی، چمار کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ [2]

---

[1] اِسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۲۳

[2] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان مطبوعہ لاہور، ص ۲۸

Marfat.com

تیسری عبارت :-

یقین مانو ہر شخص خواہ وُہ بڑے سے بڑا انسان ہو یا مقرّب ترین فرشتہ، اُس کی حیثیت شانِ اُلوہیت کے مقابلے پر ایک چمار کی حیثیت سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ [1]

چوتھی عبارت :-

تمام انبیاء و اَولیاء اس کے سامنے ایک ذرّے سے بھی کم تر ہیں۔ [2]

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل کے نزدیک کسی بھی حالت میں غیر اللہ سے استعانت جائز نہیں۔ نیز یہ کہ انبیاء علیہم السّلام اَور صلحائے اُمّت شانِ اُلوہیت کے سامنے ذرّے، بھنگی اَور چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ (معاذ اللہ)

جہاں تک غیر اللہ سے استعانت کا تعلق ہے انبیاء تو انبیاء غیر انبیاء سے بھی استعانت کا حدیث شریف میں حکم ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں آتا ہے کہ کوئی جنگل میں راستہ بھول جائے۔ اَور کوئی رہبر نہ ملے تو یہ کہے :-

یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ ! [3]

اَے اللہ کے بندو! میری مدد کرو!

اللہ کے ایسے بندے موجود ہیں جو نظر نہیں آتے مگر پکارنے پر بھولے بھٹکوں کو راستہ بتلاتے ہیں۔

موٹی سی بات ہے جو بچّوں کی سمجھ میں بھی آسکتی ہے ـــــــ کسی کو اللہ سمجھ کر مانگنا اَور

---

[1] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۲۳

[2] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۶۶

[3] شمس الدین محمد بن محمد بن یوسف الجزری: حصنِ حصین، مصر، ص ۲۲

Marfat.com

بات ہے اَور" اللہ کا بندہ" سمجھ کر مانگنا اَور بات ہے ـــــــ مانگنے، مانگنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے ـــــــ مگر ہُوا یہ کہ وُہ ساری آیات جو اللہ سمجھ کر مانگنے کے متعلق تھیں اَور جن کا تعلق سراسر کفّار و مشرکین سے تھا اُن کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا گیا جو محبُوبانِ خُدا سے اللہ کا مقرّب بندہ سمجھ کر مانگا کرتے تھے، اِس طرح اچھے خاصے مسلمانوں کو کفّار و مشرکین کی فہرست میں شامل کر کے اُن کا قتلِ عام کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ـــــــ ! حقیقت میں رُوئے زمین پر کوئی مُسلمان ایسا نہیں جو اللہ کے بندوں سے اللہ سمجھ کر مانگتا ہو ـــــــ اَور بغیر عطائے ربّانی کے کسی کو صاحبِ اختیار و اقتدار تسلیم کرتا ہو۔

مذکُورہ اقتباسات میں مولوی اسمٰعیل نے انبیاء و صلحاء خصُوصاً آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھی دبے لفظوں میں ذرّہ، بھنگی اَور چمار سے زیادہ اذیّت ناک الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جن کو لکھتے ہُوئے بھی قلم لرز رہا ہے ـــــــ چمار اَور بھنگی ہندوؤں کی پنچ قومیں ہیں۔ اِس لئے محبُوبانِ خُدا کو بدترین کفّار و مشرکین اَور مغضُوبین سے تشبیہ دینا بلکہ ان سے بدتر کہنا کہاں تک دُرست ہے؟ ـــــــ عقلِ سلیم جواب دے ـــــــ حضُور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خانہ کعبہ میں بنی ہوئی تصاویر مٹانے کا حکم دیا مگر حضرت مریم اَور حضرت عیسٰی علیہما السّلام کی تصاویر پر حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا دستِ مُبارک رکھ لیا۔ باقی تصاویر مٹادی گئیں[1] اَور تصویریں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے پانی سے مٹائیں اَور اُن کی جگہ زعفران مَل دی[2] کہ اِس جگہ کو حضراتِ قدسیہ سے ایک قِسم کی نسبت تو تھی ورنہ زعفران لگانے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اَور حضُور صلی اللہ علیہ وسلّم نے نِسبتوں کا اِتنا خیال فرمایا۔ مگر مولوی اسمٰعیل نے انبیاء علیہمُ السّلام کی ذواتِ عالیہ کو جن کی جعلی تصاویر کا محض نسبت کی وجہ سے

---

[1] علی بن برہان الدین الحلبی: سیرتِ حلبیہ، جلد دوم، مطبُوعہ بیروت، ص ۸۷

[2] ابی الولید محمد بن عبد اللہ الازرقی: اخبارِ مکّہ، مطبُوعہ مکّہ مکرّمہ، ۱۳۵۲ھ، جلد دوم، ص ۱۲۰-۱۲۱

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اتنا خیال فرمایا، بھنگی اور چمار سے بھی بدتر لکھا ہے ——— جھوٹی تصاویر کو نسبت تھی سچے انبیاء اور ملائکہ سے تو ان کا اتنا لحاظ رکھا گیا ——— جن سچے انبیاء کو سچے خدا سے نسبت ہے اُن کا پاس و لحاظ نہ کرنا خلافِ عقل بھی ہے، خلافِ اَدب بھی ——— اور خلافِ قرآن و حدیث بھی۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھئے کہ اُنہوں نے حجرِ اَسود کو بوسہ دیتے ہُوئے فرمایا:۔

واللہ لا علم انك حجر لا تضرّ ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم استلمك ما استلمتك فاستلمه

(ترجمہ) بخدا میں جانتا ہُوں کہ تُو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ اگر میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو مَیں تجھے بوسہ نہ دیتا ——— پھر آپ نے بوسہ دیا۔[1]

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت سے بوسہ کی لذّت حاصل کی اَور صاف صاف فرما دیا کہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نگاہِ کرم نے اِس پتّھر کو بوسہ کے قابل بنا دیا ہے ———

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم و تکریم کے سِلسلے میں بہت سی آیات و احادیث ہیں جن میں بہت سی پچھلے اَوراق میں ذِکر کر دی گئیں اَور بہت سی آیات و احادیث آگے آئیں گی۔ صاحبِ تقویۃ الایمان نے تو انبیاء و صلحاء کو ارذل ترین مخلوق میں شمار کیا ہے مگر خود حق تبارک تعالیٰ ایسی مخلوق سے اُن کو ممتاز فرما رہا ہے ——— قرآنِ کریم میں جہاں مشرکینِ عرب کی بُت پرستی اَور بُتوں سے اِلتفات کا ذِکر ہے تو وہاں بُتوں کے مقابلے میں اپنے محبُوبوں کے مقام تمثیلی انداز میں یُوں بیان فرمایا ہے:۔

---

[1] بُخاری شریف: کتاب المناسک، باب ۱۰۱۶

پہلی تمثیل :-

"ایک غلام ہے جو بالکل دُوسروں کے اختیار میں ہے اَور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا ——— اَور ایک ایسا شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے بہت سا صاف سُتھرا مال عطا فرمایا ہے اَور وُہ اُس کو پوشیدہ اَور ظاہر خرچ کرتا ہے ——— تو کیا یہ دونوں شخص برابر ہیں ——— الحمدللہ ——— لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔" [1]

دُوسری تمثیل :-

"دو آدمی ہیں، ایک ان میں سے گونگا اَور دُوسروں کی مِلک ہے ——— بے اختیار و ناتواں ——— کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا۔ اَور اپنے مالک کو دوبھر ہو رہا ہے، جہاں اُسے بھیجتا ہے کبھی بھلائی نہیں لاتا ——— کیا ایسا گونگا، بہرا اَور وُہ شخص جو سنتا، بولتا اَور لوگوں کو اِنصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اَور خود سیدھے رستے پر چل رہا ہے دونوں برابر ہیں؟" [2]

پانچویں عبارت :-

ربیع انصاریہ کی شادی کے موقع پر آپ ان کے پاس آ بیٹھے ——— بچوں نے گانے میں یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارا نبی کل کی بات جانتا ہے۔

(وفینا نبیا یعلم ما فی غد)

آپ نے اسے منع کیا اَور فرمایا یہ بات نہ کہو معلوم ہوا کہ کسی بڑے سے

---

[1] القرآن الکریم، سُورۃ النحل، ۷۳

[2] القرآن الکریم، سُورۃ النحل، ۷۶

Marfat.com

بڑے انسان کے بارے میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وُہ غیب داں ہے[۱]

لیکن یہ بات خود حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے کہنے کی کسی کو جرأت ہے جو بعد نمازِ ظہر منبرِ مسجد پر تشریف فرما ہو کر آثارِ قیامت کے بارے میں اخبارِ غیبیہ کا اعلان فرما رہے ہیں۔ اور پھر یہ ارشاد ہو رہا ہے:-

من احب ان یسئلنی عن شئ فلیسألنی عنہ فواللہ لا یسئلونی عن شئ الا اخبرتکم بہ۔[۲]

(ترجمہ) جو شخص مجھ سے کچھ پُوچھنا پسند کرتا ہے وُہ اس کے بارے میں مجھ سے پُوچھ لے کہ خُدا کی قسم تم مجھ سے جو بات پُوچھو گے مَیں تم کو بتاؤں گا۔

اور کیا یہ بات مدّاحِ رسُول، جلیل القدر صحابی حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی کسی کو کہنے کی جرأت ہے جنہوں نے برملا فرمایا:-

نبیّ یری مالا یری الناس حولہ ویتلوا کتاب اللہ فی کل مشھد
فان قال فی یوم مقالۃ غائب فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم او غد[۳]

(ترجمہ) ایسے نبی ہیں کہ وُہ دیکھتے ہیں جو دُوسروں کو نظر نہیں آتا، ہر جلوہ گاہ میں کتاب اللہ پڑھتے ہیں۔ اگر کسی دن کوئی غیب کی بات بتاتے ہیں تو اُسی دن یا دُوسرے دِن اُس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

قطع نظر اس روشن حقیقت کے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو غیب دان سمجھتے تھے اگر مندرجہ بالا احادیث شریف پر غور کیا جائے تو اس سے مندرجہ ذیل باتیں مستنبط ہوتی ہیں:-

(ا) بچّوں تک وہی بات پہنچتی ہے جو گھر گھر عام ہو چکی ہو ——— بچّوں کو کیا پڑی کہ خواہ مخواہ

۱؎ اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۴۴-۴۵

۲؎ جلال الدین سیوطی: خصائص الکبریٰ، جلد دوم، فیصل آباد، ص ۱۰۷

۳؎ حسّان بن ثابت: دیوانِ حسّان مطبوعہ بیروت، ص ۱۴۴

Marfat.com

اپنے دل سے ایک ایسی بات گھڑلیں جو اُنہوں نے اپنے گھر میں نہ سُنی اور وُہ بھی عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بچّے، جن کی تربیّت آغوشِ صداقت میں ہوتی تھی ——— بچّوں کے یہ کہنے سے کہ "وفینا نبیا یعلم ما فی غد" ——— یہ ثابت ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم میں یہ بات زبان زدِ خاص وعام کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم غیب کی باتیں جانتے ہیں۔

(ب) حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب تمہارے سامنے کوئی تمہاری تعریف کرے تو اس کے چہرے پر خاک ڈال دو ——— جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم دُوسروں کو یہ ہدایت فرما رہے ہیں تو خود اپنی تعریف کیسے سُن سکتے تھے، وُہ سراپا عجز و انکسار تھے، انکسار کی حد ہے کہ صحابۂ کرام کو اپنے لیئے اُٹھنے نہ دیتے تھے ——— ایسی صُورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا بچّوں کو منع کرنا آپ کے عجز و انکسار پر محمُول کیا جائے گا نہ کہ آپ کی بے خبری پر۔ (معاذ اللہ)

(ج) اگر واقعی آپ غیب کی باتیں نہ جانتے تھے اور یہ صِفت خاص اللہ تعالیٰ کے لیئے مختص تھی تو غیرِ خدا میں اِس کا اقرار و اثبات کفر و شرک تھا اور اس کے لیئے قائلین کی فہمائش ضروری تھی مگر حدیث شریف سے صرف اِتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "وُہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھیں ——— اور کوئی نصیحت و فہمائش نہ فرمائی۔

(د) شادی بیاہ کے موقعوں پر گانے وغیرہ کا ایک ماحول ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ارشادِ گرامی سے ماحول کی شگفتگی اور بے تکلّفی کو برقرار رکھا اور اس کی پُوری پُوری رعایت فرمائی، ہر کلام کا ایک محل ہوتا ہے ——— آپ شادی کی محفل کو شادی کی محفل ہی رکھنا چاہتے تھے، نعت کی مجلس نہیں۔ یہ آپ کا اِنکسار تھا۔

چھٹی عبارت :-

سب کاموں کے مختار کا نام "اللہ" ہے اور جس کا نام "محمّد" "یا" علی" ہے اُس کو کسی بات کا اِختیار نہیں۔ [1]

---

[1] اِسماعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۵۱

Marfat.com

اللہ نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو بے اختیار نہیں کیا مگر اپنا دل چاہا تو بیک جنبشِ قلم بے اختیار بنا دیا اور اس طرح نہایت بے باکی سے خدا کے اختیار کو بھی اپنے اختیار میں لے لیا ـــــ جو اندازِ گفتار مولوی اسمٰعیل نے اختیار کیا ہے یہ انداز تو قرآنِ کریم میں بھی نظر نہیں آتا۔

یہاں یہ امر باعثِ تعجّب ہوگا کہ مولوی اسمٰعیل جس اختیار کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت علی کرم اللہ وجہ، میں ثابت نہیں مانتے وُہی اختیار جامع تقویۃ الایمان، مولوی اسمٰعیل میں ثابت کر رہے ہیں، جس کا حوالہ اُوپر دیا جا چکا ہے ـــــ خود قرآن کہتا ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے سُلا دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے اُٹھا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سوتے سوتے اُٹھا لیتا ہے ـــــ تو سونا اور سونے کے بعد جاگنا تو اللہ کے اختیار میں ہے، مگر مولوی اسمٰعیل میں اِس اختیار کو ثابت کیا گیا ہے۔ اِس طرح وُہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت علی کرم اللہ وجہ، سے اختیار و اقتدار میں سبقت لے گئے۔ (معاذ اللہ)

اِس اقتباس میں ایک اور بات نہایت افسوس ناک نظر آتی ہے کہ نام محمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے ساتھ دُرود و سلام سے اجتناب کیا گیا، کم از کم یہ بات ایک مُسلمان عالم سے متوقع نہیں۔ مگر یہ حقیقت مزید حیرت ناک ہے کہ بیشِ نظر پُوری تقویۃ الایمان اور تذکیر الاخوان میں نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ دُرود و سلام نہیں حتّٰی کہ اگر حدیث میں ہے تو ترجمہ میں نہیں اور ہے تو مجمل و مختصر، صرف اشارہ ـــــ نامِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے ساتھ یہ تنگ دلی ایک معمولی مُسلمان کو بھی زیب نہیں دیتی چہ جائیکہ وُہ حضرات جو مُرشد و مصلح بن کر سامنے آئیں۔

نہ معلوم یہ کاتب کی غلطی ہے یا مصنّف کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے اختیار و اقتدار کا اندازہ تو بہت سی آیات و احادیث سے ہوتا ہے ـــــ صرف یہی ایک آیت کافی ہے جو بتا رہی ہے کہ نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلّم صاحبِ اختیار و اقتدار ہیں بلکہ طلب کرنے والے آپ کے وسیلے سے اختیار و اقتدار طلب کیا کرتے تھے ـــــ غور فرمائیں:-

Marfat.com

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا ۔ ؎۱

(ترجمہ) آپ کی تشریف آوری سے قبل (یہودی) آپ کے وسیلے سے کافروں پر فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔

اب احادیث کی روشنی میں اختیار و اقتدار کا منظر ملاحظہ فرمائیں :۔

(الف) اعطیت الکنزین الاحمر والابیض ؎۲

(ترجمہ) سرخ و سپید خزانے مجھے عطا کر دیئے گئے ہیں۔

(ب) لوشئت لسارت معی جبال الذھب ؎۳

(ترجمہ) اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے۔

الغرض بہت سی آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نبیوں کو بے اختیار نہیں بنایا ——— نبوت و رسالت خود اختیار و اقتدار کی غماز ہے جس طرح حکومت و سیاست میں خلافت۔

ساتویں عبارت

معلوم ہوا کہ انسان کتنا ہی ڈھیٹ بن جائے، کتنے ہی گناہوں میں ڈوب جائے، سرتاپا بے حیا بن جائے، پرایا مال ڈکارنے میں عار نہ سمجھے اور برائی اور بھلائی میں تمیز نہ کرے مگر پھر بھی شرک کرنے سے اور غیر اللہ کو ماننے سے بہتر ہے۔ ؎۴

؎۱ القرآن الحکیم، سورۃ البقرہ، ۸۹

؎۲ محمد ابو عبداللہ ولی الدین: مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۱۲

؎۳

؎۴ اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۵۶

Marfat.com

اس اِقتباس میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے گنہ گار پیروؤں کی خوب مدافعت فرمائی ہے اور گنہ گاروں کی تقریباً ساری اقسام گنا دی ہیں، یقیناً یہ اقتباس ان کے متبعین کے لیئے وجہِ سکون وطمانیت ہوگا ——— غیر اللہ سے مدد لینے والا اور اِس حدیث پاک پر عمل کرنے والا یا عباد اللہ اعینونی ایسا مُشرک ہے، زمانے بھر کے گنہ گار جس کے پاسنگ بھی نہیں ——— پھر اس اقتباس میں غیر اللہ سے اِستعانت کا ذِکر نہیں بلکہ "ماننے" کا ذِکر ہے اور غیر اللہ کو مانے بغیر اِنسان مسلمان ہوتا نہیں ——— اور یہاں فرما رہے ہیں کہ ماننے سے مشرک ہوتا ہے ——— خُدا جانے رواروی میں ایسی بات کیوں لکھ دی جو اُن کے اپنے عقیدے میں داخل نہیں یعنی رسُولوں اور فرشتوں کو ماننا جو غیر اللہ ہی ہیں۔

یہاں جُملہ معترضہ کے طور پر ایک واقعہ نقل کرتا چلوں ——— مولوی اسمٰعیل کے مؤیّدین اور متّبعین کی مساجد میں خطبہ جمعہ سے قبل اور خطبہ جمعہ میں خطباء وائمہ کا موضوع کفر وشرک ہی رہتا ہے ——— ضلع تھرپارکر (سندھ) میں شہر مِٹھی میں راقم نے تین سال گذارے ——— وہاں جامع مسجد میں خطیب صاحب دو جمعہ مسلسل کفر وشرک پر بولتے رہے، جب تیسرے جمعہ بھی یہی تقریر فرمائی تو نمازِ جمعہ کے بعد خلوت وتنہائی میں راقم نے دریافت کیا کہ مسجد میں نمازی مسلمان تھے یا کافر و مُشرک؟ ——— اُنہوں نے فرمایا کہ "مُسلمان"! ——— راقم نے عرض کیا مگر مسلسل تین جمعوں سے تو یہ محسوس ہو رہا ہے کہ آپ مجمعِ کفّار و مُشرکین میں تقریر فرما رہے ہیں ——— اِس پر وُہ نادم ہُوئے اور آئندہ جمعہ سے مغضوبوں کے بجائے محبوبوں کا ذکر کرنے لگے۔ قرآن میں کفّار و مشرکین کا اس لیئے ذِکر ہے کہ جب قرآن نازل ہو رہا تھا تو اس کے اوّلین مخاطب یہی لوگ تھے، اب اِن آیات کو مُسلمانوں پر چسپاں کرنا کھلی خیانت اور دیدہ دلیری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے اِختیار و اِقتدار کی بات چل نکلی تو یہ عرض کرتا چلوں کہ جب ہم یہ دیکھتے، سُنتے اور کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم مختار ہیں تو گویا ہم اپنے قول وعمل سے

Marfat.com

یہ گواہی دے رہے ہیں کہ جب ان کے اِختیار کا یہ عالم ہے تو اُس کے اِختیار کا کیا عالم ہو گا جو مختارِ مطلق ہے! ــــــ وُہ مظہرِ صفاتِ الٰہیہ ہیں۔ ان کی ذاتِ قدسی ہر صِفت کی جلوہ گاہ ہے ــــــ صفات کا اِقرار، ذات کے اقرار کے لِئے لازمی ہے ــــــ جو صفات سے اِنکار کرتا ہے اُس کی رسائی ذات تک نہیں ہو سکتی ــــــ جب یہ کہا جائے کہ اِقتدارِ اعلیٰ صدرِ مملکت کے پاس ہے تو اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مملکت کے سارے وزیر و امیر بے دست و پا ہیں۔ بلکہ اقتدارِ اعلیٰ کا ایک مرکز پر مرکوز ہونا اِس بات کی روشن علامت ہے کہ مملکت میں صاحبِ اِختیار و اِقتدار حضرات بھی موجود ہیں، یہاں ــــــ طوائف الملوکی نہیں ــــــ ایک نظامِ حکومت ہے ــــــ جو حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی بے اِختیاری کی بات کرتے ہیں اَور ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی آیات و احادیث تلاش کرتے ہیں، اُن کو اپنے عمل پر نظرِ ثانی کرنی چاہیئے اَور یہ دیکھنا چاہیئے کہ وُہ کیا کر رہے ہیں؟ ــــــ ایک مسلمان کو یہی کرنا چاہیئے؟ ــــــ کیا خاروں میں گُل تلاش کِئے جاتے ہیں یا گُلوں میں خار؟

اُبُو داؤد شریف میں یہ حدیث ہے کہ ایک دیہاتی صحابی دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلّم میں حاضر ہُوئے اَور دُعا کی درخواست کرتے ہُوئے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پاس آپ کو شفیع بنانا چاہتے ہیں ــــــ آپ نے ازراہِ انکسار ارشاد فرمایا:۔

"اللہ پاک کسی سے سفارش نہیں کراتا۔"[1]

اِس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کافی دیر تک ربّ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے۔ اَور مجمع صحابہ (رضی اللہ عنہم) پر ایک رُوحانی کیفیّت طاری ہو گئی ــــــ مگر مولوی اِسمٰعیل نے اِس کیفیّت کو نہایت مہیب شکل میں پیش کیا ہے۔ وُہ لکھتے ہیں:۔

---

[1] اِسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبُوعہ لاہور، ص ۶۷

Marfat.com

آٹھویں عبارت

سُبحان اللہ! اور تمام انسانوں میں سے افضل انسان، محبُوبِ خدا، احمدِ مجتبیٰ محمدؐ رسُول صلعم (کذا) کی تو یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے مُنہ سے ایک نامعقُول بات نکل گئی[1] تو آپ کے دہشت کے مارے ہوش اُڑ گئے[2]

اِس موقع پر مولوی اسمٰعیل خلافِ معمُول حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی جناب میں ادب و احترام سے پیش آئے ہیں اور یہ غالباً اِس لئے کہ جو تلخ بات وُہ کہنا چاہتے ہیں، نہ کھٹکے ــــــ مگر حسبِ معمول دُرود و سلام بھُول گئے اور اشارہ پر ہی اکتفا کیا، بہرکیف اِس اندازِ بیان کو علمِ معانی و بیان میں تاکید الذم بما یشبہ المدح کہہ سکتے ہیں یعنی مذمت کی تاکید ایسے الفاظ کے ذریعہ کرنا جو بظاہر مدح معلوم ہوتے ہوں۔

حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عالمِ ظاہر میں شفیع بنانا مولوی اسمٰعیل کو اچھا معلوم نہیں ہوتا حالانکہ حضُور صلّی اللہ علیہ وسلّم نہ صرف عالمِ ظاہر بلکہ عالمِ آخرت میں بھی گنہ گاروں کے شفیع ہیں ــــــ یہ ڈھکی چھپی بات نہیں، بالکل ظاہر و باہر ہے ــــــ عالمِ ظاہر میں شفاعت پر تو یہی ایک آیت کافی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ

---

[1] معاذ اللہ حضُور صلی اللہ علیہ وسلّم کو شفیع بنانا ایک "نامعقول بات" ہے۔ خود قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (بنی اسرائیل: ۷۹) یہاں مقامِ محمود سے مراد مقامِ شفاعت ہی ہے۔ اس کے علاوہ آیتِ مذکورہ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ الخ اِسی حقیقت پر دلالت کرتی ہے۔ مسعُود

[2] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان مطبُوعہ لاہور، ص ۶۷

Marfat.com

الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ ؎۱

(ترجمہ) اَور اگر جب وُہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اَے محبُوب تمہارے حضور حاضر ہوں اَور پھر اللہ سے معافی چاہیں اَور رسُول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

ایک حدیث شریف میں حضُور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی عظمتوں کا ذِکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اذا کان یوم القیٰمۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وشفاعتھم غیر فخر۔ ؎۲

(ترجمہ) قیامت کے دن میں انبیاء کا اِمام اَور خطیب اَور اُن کا صاحب شفاعت ہُوں گا اَور یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔

ان تمام حقائق کے باوجود مولوی اسمٰعیل نے اپنے مطلب کی بات نکالی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو کسی کام کے لِئے اللہ تعالیٰ کے حضور شفیع بنانا "نامعقول بات" ہے۔ (معاذ اللہ) ——————

پھر اگر نامعقول بات ہے تو ہوش اُس کے اُڑنے چاہئیں جو نامعقول بات کہے ——————

سُننے والے کے ہوش اُڑنا عجیب بات ہے اَور وُہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہوش ——————

قلبِ مسلم یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لِئے یہ الفاظ استعمال کرنا کہ:۔

"دہشت کے مارے ہوش اُڑ گئے"

اِنتہا درجہ کی بے باکی اَور گستاخی نہیں —— حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہوش تو اُس وقت بھی قائم رہیں گے جب قیامت کی دہشت سے سب کے دِل دہل رہے ہوں گے اَور سب حیران و

؎۱ القرآن الحکیم، سُورۃ النساء ۶۴

؎۲ (ا) اِمام محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف، جلد دوم، ص ۲۰۱

(ب) جلال الدین سیوطی: خصائص الکبریٰ، جلد دوم فیصل آباد، ص ۲۲۴

Marfat.com

پریشان ہوں گے ـــــــــ آپ ہی دربارِ الٰہی میں سب سے پہلے حاضر ہوں گے۔

قرآن حکیم میں جہاں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے متعلق یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب پہاڑ پر تجلّیاں جلوہ ریز ہوتیں تو اس کی تاب نہ لا کر پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام بے ہوش ہو گئے ؎

مُوسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتوِ صفات
تُو عین ذات می نگری در تبسّمی

اسی قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیئے فرمایا جا رہا ہے کہ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی[1] آپ نے پروردگار کی بڑی بڑی تجلّیاں اور نشانیاں دیکھیں مگر مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[2] بے ہوش ہونا تو بہت دُور کی بات ہے آپ نے تو آنکھ بھی نہ جھپکی اور نظر بھی نہ بہکی ـــــــــ

حیرت کی بات یہ ہے کہ جس صفحے پر مولوی اسمٰعیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیئے یہ ناشائستہ کلمات لکھے ہیں اسی صفحے پر یہ شعر بھی لکھّا ہے ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے اَدَب محرُوم گشت از فضلِ رب

اللہ اللہ! توفیقِ ادب کی اِلتجا ہے اور بے اَدبی ہوتی جا رہی ہے، سچ ہے ع

بے اَدَب محرُوم گشت از فضلِ رب

نویں عبارت

ایک حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:-

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ النجم، ۱۸
[2] القرآن الحکیم، سورۃ النجم، ۱۷

Marfat.com

یُوں نہ کہو جو اللہ نے چاہا اَور مُحمّد نے چاہا بلکہ یوں کہو جس کو اللہ وحدہٗ لاشریک نے چاہا۔[1]

یہ کلمات نا تمام نقل کیئے۔ اصل الفاظ یہ ہیں :۔

لاتقولوا ما شاء اللّٰہ وشاء فلان ولکن قولوا ما شآء اللّٰہ ثم شآء فلان۔[2]

(ترجمہ) یہ نہ کہو جو اللہ نے چاہا اَور فلاں نے چاہا بلکہ یوں کہو جو اللہ نے چاہا پھر فلاں نے چاہا۔

اِس حدیث شریف میں حضور تو حضور، غیر کی چاہت سے بھی اعراض نہیں کیا گیا مگر چاہنے کا سلیقہ بتا دیا، مگر مولوی اِسمٰعیل دہلوی نے حدیث شریف کا وُہ حِصّہ نقل کر کے جس سے ان کی مزعومہ بات ثابت ہوتی تھی یہ نتیجہ اخذ کیا :۔

دسویں عبارت

یعنی شانِ الُوہیّت میں کسی مخلُوق کو دخل نہیں، خواہ وُہ کِتنا ہی بڑا اَور کیسا ہی مقرّب کیوں نہ ہو مثلاً یوں نہ کہا جائے کہ اللہ اَور رسُول چاہے گا تو کام ہو جائے گا کیونکہ دُنیا کا سارا کاروبار اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے، رسُول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔[3]

تحویلِ قبلہ کا واقعہ رسُول علیہ السّلام کی چاہت کا ایک ادنیٰ معجزہ ہے۔ ایک چہرے کے پھرنے سے سارے عالم کے چہرے پھر گئے ——— یہ کوئی معمولی بات ہے ؟ ———

---

[1] اِسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان مطبوعہ لاہور، ص ۶۹

[2] قطب الدین خان: مظاہرِ حق شرح مشکوٰۃ شریف، جلد اوّل، لاہور، ص ۵۱۰

[3] اِسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان مطبوعہ لاہور، ص ۶۹

Marfat.com

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ[1]

(ترجمہ) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف مُنہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اُس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا مُنہ پھیر دو مسجدِ حرام کی طرف اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اس طرف کرو۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

اے زہے شانِ عبدیّت تری ۔۔۔۔ تو جدھر ہے اُدھر خدائی ہے

ایک دُوسری آیت میں اِس چاہت کی مزید تشریح کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ؕ[2]

(ترجمہ و تفہیم) جس قبلے کی طرف تمہاری نگاہِ کرم تھی ہم نے اُس کو اِس لئے قبلہ بنایا کہ یہ اعلانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون تمہاری چاہت کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے تمہاری پیروی کرتا ہے اور کون اِس چاہت کو ٹھکرا کر اُلٹے پاؤں پھرتا ہے۔

کیا خوب کہا ہے ع

کعبہ کا کعبہ رُوئے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی چاہت کو جس نے ٹھکرایا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور وُہ مردود ٹھہرا۔ اِسی لئے خلیفہ ہارون الرشید کے دسترخوان پر جب کدّو پک کر آیا۔ ایک صاحب نے کہا کہ

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ البقرہ ۱۴۴
[2] القرآن الحکیم، سورۃ البقرہ ۱۴۳

Marfat.com

"کدو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو پسند تھا" دوسرے صاحب نے کہا "لیکن مجھے پسند نہیں" ——
اس کا اتنا کہنا تھا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے سر قلم کرنے کے لئے تلوار کھینچ لی اور جب تک اس نے توبہ نہ کرلی، اس کو نہ چھوڑا —— محبّت کے معاملے بہت نازک ہوتے ہیں۔ محبّت جیسی کوئی چیز نازک نہیں —— اسی لئے کہا ہے ؎

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہِ شیشہ گری کا

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی چاہت کی کیا بات، ارشاد ہوتا ہے:۔

لوشئت لاجری اللہ معی جبال الذھب والفضۃ [1]

میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے۔

اللہ اکبر! چاہت کی یہ شان اور پھر بھی مولوی اسمٰعیل دہلوی یہ فرمائیں:۔

"رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" [2] (معاذ اللہ)

گیارھویں عبارت

مسندِ احمد کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا، یہ دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آرزوئے سجدہ کا اظہار کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

"اپنے رب کی عبادت کرو۔ اپنے بھائی کی تعظیم کرو" [1]

اس حدیث شریف سے مترشح ہوتا ہے کہ سجدہ رب تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ البتہ بزرگوں کی عزّت اور احترام لازم ہے —— حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے از راہِ انکسار فرمایا:۔

---

[1] جلال الدین سیوطی: خصائص الکبریٰ، جلد دوم، مطبوعہ فیصل آباد، ص ۱۹۵

[2] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۶۹

Marfat.com

"اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔"

مولوی اسمٰعیل نے حسبِ معمول ان منکسرانہ الفاظ کو حقیقت پر محمول کر کے جو نتیجہ نکالا وُہ یہ ہے :۔

بارھویں عبارت

یعنی تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں، جو بہت بزرگ ہو وُہ بڑا بھائی ہے۔ اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرو، باقی سب کا مالک اللہ ہے۔ عبادت اسی کی کرنی چاہیئے۔ معلوم ہوا کہ جتنے اللہ کے مقرّب بندے ہیں، خواہ انبیاء ہوں، اولیاء ہوں، وُہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر حق تعالیٰ نے اُنہیں بڑائی بخشی تو ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہُوتے۔[1]

حدیث شریف میں صرف "بھائی" کا ذکر ہے، چھوٹے بڑے کا نہیں۔ مولوی اسمٰعیل نے لفظ "بھائی" کو حقیقت پر محمول کر کے اِس کی تقسیم کی اور "چھوٹے بڑے بھائی" کا بزعمِ خود تعیّن کیا، ـــــــ اِس کے علاوہ حدیث شریف میں "بے بسی" کا کوئی ذکر نہیں لیکن چونکہ مولوی اسمٰعیل انبیاء و اولیاء کو بے بس دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے یہ بات اپنے دل سے نکال لی۔

مولوی اسمٰعیل کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ وُہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو زیادہ سے زیادہ "بڑے بھائی" کا درجہ دینے کے لئے تیّار ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ حالانکہ قرآنِ حکیم بھائی تو بھائی آپ کو باپ کہنے کی بھی ممانعت کر رہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ[2]

---

[1] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، ص ۷۱

[2] القرآن الحکیم، سورۃ الاحزاب، ۴۰

(ترجمہ) محمدؐ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

بلکہ اس سے بھی زیادہ:۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّہٰتُہُمْ [۱]

(ترجمہ) یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

جو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم باپ سے زیادہ عزیز ہو اور جان سے زیادہ مالک و محبوب ہو اُس کو "بڑا بھائی" کہنا کس قدر جرأت و بے باکی کی بات ہے۔

تذکیر الاخوان مولوی اسمٰعیل سے منسوب کی جاتی ہے اس میں سورۃ الحجرات کی ایک آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

تیرھویں عبارت

یعنی طاقتور مسلمان "بڑا بھائی" اور کمزور مسلمان "چھوٹا بھائی" ہے۔ اور غیر مسلم بھائی ہے ہی نہیں۔ پھر بادشاہ ہو یا امیر، حاکم ہو یا وزیر، مولوی ہو یا مفتی، مشائخ ہو یا پیر اور امیر یا فقیر بھائی سے زیادہ کسی کی حقیقت نہیں جب مسلمان کے لئے یہ بات ہے تو کافروں کو تو گدھوں، کتوں یا چوڑے چماروں کی طرح سمجھنا چاہیئے۔ [۲]

اِس اقتباس سے تو یہ معلوم ہوا کہ انبیاء و صلحاء "بڑے بھائی" بھی نہیں بلکہ "چھوٹے بھائی" ہیں کیونکہ مولوی اسمٰعیل کے نزدیک وُہ کمزور ہیں اور معاذ اللہ "سب کے سب اللہ کے بے بس بندے"

---

[۱] القرآن الحکیم، سورۃ الاحزاب، ۶

[۲] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۸

Marfat.com

——— اگر ان اقتباسات پر زیادہ غور و فکر فرمائیں تو اور تلخ حقائق سامنے آتے ہیں۔

پچھلے بہت سے اقتباسات میں انبیاء و اولیاء کو اللہ کی شان کے آگے (معاذ اللہ) چمار ہی نہیں چمار سے زیادہ ذلیل کہہ آئے ہیں اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ کافروں کو چوہڑے، چماروں کی طرح سمجھنا چاہیئے، تو معاذ اللہ کفّار و مشرکین، انبیاء و اولیاء سے ایک درجہ اوپر ہوئے۔ کیوں کہ کفار چمار کی طرح اور وہ معاذ اللہ چمار سے زیادہ ذلیل ——— اور بقول مولوی اسمٰعیل، کافر بھائی ہے ہی نہیں تو معاذ اللہ جو ان سے نیچے درجے پر ہو وہ کیسے بھائی ہوا؟ ——— اس قسم کا اظہارِ خیال تو دورِ جدید کے کسی غیر مسلم نے بھی نہ کیا ——— ان کلمات کو سن کر غیر مسلموں کے سامنے ہماری نگاہیں جھک جاتی ہیں ——— افسوس صد افسوس یہ کیا لکھ دیا!

حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ تو یہ فرماتے ہیں:۔

ان اللّٰہ فضل محمدا علی الانبیاء وعلی اهل السماء۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو تمام آسمان والوں اور کل نبیوں پر فضیلت دی۔

اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلّم فرما رہے ہیں:۔

انا اکرم الاولین والاٰخرین علی اللّٰہ ولا فخر۔ [2]

میں اللہ کے نزدیک اوّلین و آخرین سے بہتر ہوں اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔

اور قرآنِ حکیم نے جو آپ سے اُلفت و محبّت کا معیار رکھا ہے، وہ ہرگز معاشرے کے کسی "بڑے بھائی کے لئے نہیں رکھا جاتا، غور کرو، خوب غور کرو ——— ارشاد ہوتا ہے:۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَاۗؤُکُمْ الخ [3]

---

[1] محمد ابو عبد اللہ ولی الدین: مشکوٰۃ المصابیح: باب فضائل سیّد المرسلین، فصل ثالث، مطبوعہ دہلی

[2] ایضاً، ص ۵۱۴

[3] القرآن الحکیم، سورۃ التوبہ، ۲۴ (یہ آیت پیچھے آچکی ہے)

Marfat.com

(ترجمہ) آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کُنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وُہ سَودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ اور اُس کے رسُول اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ الخ

اور اِس آیت کی تشریح و تفسیر مزید اس حدیث شریف سے ہوتی ہے :۔

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔ ؎۱

(ترجمہ) تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُس کے نزدیک اُس کے والد، اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبُوب نہ ہو جاؤں۔

اور ایک اور حدیث شریف میں اِرشاد ہوتا ہے کہ ایمان کی حلاوت اُس کو مِلے گی۔

من کان اللّٰہ ورسولہ احبّ الیہ مما سواھما۔ ؎۲

(ترجمہ) جس شخص کے نزدیک اللہ اور اُس کا رسُول تمام ماسوا سے زیادہ محبُوب ہو۔

یقیناً یہ کوئی عظیم شخصیّت ہے جس سے محبّت کے لِئے اِس قدر فدا کارانہ اور جانثارانہ جذبے کی ضرورت ہے —— ہاں یہ اِتنی عظیم ہے جس کا تعارف خود خدا کرا رہا ہے۔ اِرشاد ہوتا ہے :۔

ولقد خلقت الدنیا واھلھا لاعرفھم کرامتك ومنزلتك لولاك ماخلقت الدنیا۔ ؎۳

(ترجمہ) میں نے دُنیا اور مخلوقاتِ دُنیا اِس لِئے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو تمہاری عزت و

؎۱ محمد بن اسمٰعیل: بخاری شریف، کتاب الایمان، باب ۸، حدیث ۱۴

؎۲ بخاری شریف، کتاب الایمان، باب ۱۴، حدیث ۲

؎۳ احمد زینی الدحلان مکّی: السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ، علی حاشیہ سیرت الحلبیہ، بیروت، ص ۷ (بروایت ابنِ عساکر)

منزلت ہے ان پر ظاہر کروں، اگر تم نہ ہوتے تو میں دُنیا نہ بناتا۔

غور کرو، دُنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزاء ـــــــ دارالجزاء کا دار و مدار دارالعمل پر ہے۔ جب دارالعمل ہی نہیں تو دارالجزاء کیسا، اِس حدیث کا اب یہ ترجمہ ہوگا کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں دُنیا و آخرت پیدا نہ کرتا۔ چنانچہ ایک دُوسری حدیث میں ہے:۔

لولا محمد ما خلقتك ولا ارضًا ولا سماءً۔ [1]

(ترجمہ) (اے آدم) اگر محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلّم) نہ ہوتے تو نہ میں تجھے پیدا کرتا اور نہ آسمان و زمین کو بناتا۔

حضُور صلی اللہ علیہ وسلم جلالِ رسالت لیے ہُوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما رہے ہیں:۔

ا۔ یا عمر أتدری من أنا؟ انا الذی بعثنی اللہ فی التوراۃ لموسیٰؑ وفی الانجیل لعیسیٰؑ وفی الزبور لداؤدؑ ولا فخر۔ [2]

(ترجمہ) اے عُمر تم جانتے ہو کہ مَیں کون ہُوں؟ ـــــــ مَیں وُہ ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے مُوسیٰؑ کے لِئے تورات میں مبعُوث فرمایا، عیسیٰؑ کے لِئے انجیل میں اور داؤدؑ کے لِئے زبُور میں مبعُوث فرمایا ـــــــ اور اِس پر مجھے کوئی غرُور نہیں۔

ب۔ یا عمر أتدری من أنا؟ أنا اسمی فی التوراۃ أحید وفی الانجیل البارقلیط وفی الزبور حمیاطا وفی صحف ابراهیم طاب طاب [3]

(ترجمہ) اے عُمر! تم کو معلوم ہے کہ مَیں کون ہُوں؟ ـــــــ مَیں وُہ ہُوں

---

[1] احمد زینی الدحلان مکّی: السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیہ، علی حاشیہ سیرت الحلبیہ، بیروت، ص ۵

[2،3] علی بن برہان الدین الحلبی: سیرتِ حلبیہ، مطبوعہ مصر، ص ۲۳۳

جس کا نام توراۃ میں "احید" ہے اور انجیل میں "بار قلیط" ہے، زبور میں "حمیاطا" ہے اور صحفِ ابراہیمؑ میں "طاب طاب"۔

کیا ایسی عزت والے اور ایسی منزلت والے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے یہ خیال بھی کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہمارے "بڑے بھائی" کی طرح ہیں اور اللہ کے بےبس بندے؟ —————— ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، —————— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کا عالم اس آیت شریفہ سے ظاہر و باہر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ [1]

(ترجمہ) اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اللہ اور رسول کے دیئے پر راضی ہوتے اور کہتے خدا کافی ہے۔ اب ہمیں دے اللہ و رسول اپنے فضل سے، ہم اللہ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور رب تعالیٰ کے درمیان جو حدِّ فاصل کھینچی ہے خود رب تعالیٰ نے اس کو مٹا دیا اور اپنے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر کر کے اس خیال کو باطل کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سامنے بےبس ہیں —————— بلکہ اس کی معیتِ کاملہ میں مختار ہیں۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے:۔

انه کان فقیرا فاغناه الله ورسوله۔ [2]

(ترجمہ) (ابنِ جمیل) فقیر تھا، اللہ اور اس کے رسول نے اس کو غنی کر دیا۔

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ التوبۃ، ۵۹

[2] محمد بن اسمٰعیل البخاری: صحیح البخاری، جلد اوّل، باب قول اللہ تعالیٰ وفی الرقاب والغارمین، مطبوعہ قصور، ص ۱۹۸

Marfat.com

وُہ بے بس کیسے ہو سکتا ہے جو دُوسروں کو بھی غنی بنا دے ——— ذرا غور تو کریں۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو "بڑا بھائی" کہنے میں مذہبی اور رُوحانی خطرات تو ہیں ہی مگر اس میں بہت سے نفسیاتی اور سیاسی خطرات بھی ہیں۔
ہر انقلاب برپا کرنے کے لیئے کسی نہ کسی شخصیّت سے ایسی چسپیدگی اور پیوستگی ضروری ہے جس سے فدا کاری اور جاں نثاری کے تمام عناصر موجود ہوں، اگر یہ والہانہ تعلق نہیں تو کوئی انقلاب برپا نہیں ہو سکتا ——— تاریخِ عالم پر نظر ڈالیئے، آپ کو یہی کچھ دکھائی دے گا ——— گذشتہ نصف صدی میں ہندوستان، پاکستان، روس، چین، ویت نام وغیرہ میں ایسی شخصیتیں اُبھریں قوم نے جن سے اپنے فداکارانہ تعلق کا مظاہرہ کیا اور انقلابات آئے ——— تو جب علاقائی انقلابات کے لیئے قوم کا شخصیّتوں سے ایسا والہانہ تعلق ضروری ہے تو غور کریں کہ جس ذاتِ قدسی نے سارے عالم کو متاثّر کیا اور ایک عظیم انقلاب برپا کیا اُس سے کس کمال کی پیوستگی ضروری ہے یا نہیں؟ ——— دُنیا میں اِسلامی انقلاب کا سب سے بڑا محرّک حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے ملّتِ اِسلامیہ کا یہی جاں نثارانہ تعلق ہے جو مطلوب و مقصودِ قرآن ہے ———
مولوی اسمٰعیل نے تقریباً ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء کے لگ بھگ "بڑے بھائی" کا نعرہ لگایا اور اس تعلق کو کمزور کیا جو سیاسی قوّت کی جان ہے تو کیا ہوا؟ ——— بالاکوٹ میں شکست ہوئی، پھر سقوطِ دہلی کا سانحہ پیش آیا اور عملاً ہندوستان ہاتھ سے چلا گیا، سلطنتِ عثمانیہ پر زوال آیا ——— الغرض اس نعرے نے اِسلامی ساکھ پر ضرب کاری لگائی ——— اور جب وہی قرآنی نعرہ لگایا گیا اور سب کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے قدموں کی طرف بلایا تو دُنیا نے دیکھا کہ سینۂ گیتی پر ایک عظیم سلطنت پاکستان اُبھر رہی تھی اور جب اس جذبۂ عشق کو دبا دیا تو یہی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور ایک ہمہ گیر انتشار پیدا ہو گیا جو اُسی وقت ختم ہوا جب غلامانِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم سینہ سپر ہو کر میدان میں آئے اور پھر دُنیا نے دیکھا کہ ایک تعمیری انقلاب آیا ——— تو اُن تمام شواہد کو سامنے رکھتے ہوئے دل خود بخود گواہی دیتا ہے کہ سیاست و حکومت کی بقا اور استحکام کے لیئے بھی

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے والہانہ اور جاں نثارانہ عشق و محبّت لازمی ہے۔ ع

دہر میں اِسمِ محمّد سے اُجالا کر دے

چودھویں عبارت

بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ازراہِ انکسار فرمایا:۔

مَیں تو محض اُس کا بندہ ہی ہُوں، تم مجھے اللہ کا بندہ اور اُس کا رسُول کہو۔[1]

مولوی اسمٰعیل نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے:۔

مگر بشر رسُول بن کر بھی بشر ہی رہتا ہے، بندہ ہونا ہی اُس کے لئے سببِ فخر ہے۔ نبی بن کر بشر میں خدائی شان نہیں آجاتی اور خُدا کی ذات میں نہیں مِل جاتا، بشر کو بشر ہی کے مقام پر رکھو۔[2]

یہ بات مولوی اسمٰعیل کو خدا سے کہنی چاہیئے کہ "بشر کو بشر ہی کے مقام پر رکھو"۔ کیونکہ خدا نے قرآنِ کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے جس معیّت و محبّت کا اظہار فرمایا ہے اس کو دیکھ کر تو یہ شعر زبان پر آتا ہے ؎

تم ذاتِ خدا سے نہ جُدا ہو، نہ خُدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے، تم کون ہو، کیا ہو؟

ایک حدیث شریف میں خود اِرشاد فرمایا کہ "یا ابا بکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقۃً غیر ربی"۔ اے ابوبکر! قسم ہے اُس کی جس نے سچائی کے ساتھ مجھے بھیجا میری حقیقت سوائے میرے پروردگار کے کسی نے نہ جانی ——— ہم کون اُن کے مقام کا تعیّن کرنے والے! ——— خداوند تعالیٰ نے اپنی اور اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلّم سے

---

[1] اسمٰعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۴۳

[2] ایضاً، ص ۴۳

[3] محمد المہدی الفاسی: مطالع المسرات، فیصل آباد، ص ۱۲۹

Marfat.com

محبّت کے لِئے دوہرا معیار نہیں رکھا، ایک ہی معیار رکھا ——— بشر کو بشر کے مقام پہ رکھنے کا تقاضا یہ تھا کہ خدا اور بندے کے لِئے محبّت کے الگ الگ معیار ہوتے، لیکن نہیں، ایسا نہیں کیا گیا، ——— بلکہ قرآنِ کریم میں جہاں اپنی محبّت کو دُنیا جہان کی محبت سے بالاتر رکھنے کا حکم دیا وہاں یہی حکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لِئے بھی دیا اور اپنی محبّت کی طرح آپ کی محبّت کو بھی دُنیا جہان کی محبّت سے بالاتر قرار دیا اور صاف صاف فرمادیا کہ اگر تم رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے ایسی محبّت نہیں کر سکتے تو عذابِ الٰہی کا اِنتظار کرو۔

یہ جو مولوی اسمٰعیل نے کہا کہ "بندہ ہونا ہی اس کے لِئے سببِ فخر ہے ——— یہ غور نہ فرمایا کہ بندے تو ہم بھی ہیں، یہ فخر تو ہم سب کو حاصل ہے۔ پھر نبی اور رسُول کا اِمتیاز کیا ہے؟ ——— کم از کم اقبالؔ والی بات کہہ دی ہوتی ——— وہ کہتا ہے کہ بندے تو سب ہی ہیں مگر "بندہ" ہونے اور "اُس کا بندہ" ہونے میں بڑا فرق ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔[1]

(ترجمہ) پاکی اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ۔[2]

(ترجمہ) پس وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

سُبحان اللہ، سُبحان اللہ! ہاں ؂

عبد دیگر، عبدہٗ چیزے دِگر
ما سراپا اِنتظار، اُو مُنتظر (اقبالؔ)

وُہ کہتا ہے کہ ہم جیسے بندوں کا تو حال یہ ہے کہ ہم رحمتِ باری کا اِنتظار کر رہے ہیں اور اُن کا حال یہ ہے کہ رحمتِ باری اُن کا اِنتظار کر رہی ہے۔ ——— سُبحان اللہ!

---

[1] القرآن الحکیم، سورۃ بنی اسرائیل، ۱

[2] القرآن الحکیم، سورۃ النجم، ۱۰

اِنتظار کا عالم یہ ہے کہ اِرشاد ہو رہا ہے :۔

ان الجنۃ حرام علی الانبیاء حتی تدخلہا یا محمد وعلی الامم حتی تدخلہا امتک۔ [1]

(ترجمہ) اے محمدؐ جب تک جنّت میں آپ داخل نہ ہوں گے تمام نبیوں پر جنّت کا داخلہ قطعاً بند رہے گا اور جب تک آپ کی اُمّت جنّت میں داخل نہ ہو جائے گی، ساری اُمّتوں کا داخلہ بند رہے گا۔

مولوی اِسمٰعیل نے کہا کہ "بشر کو بشر ہی کے مقام پر رکھو" خدا سے نہ ملاؤ! ــــــ مگر قرآنِ حکیم جگہ جگہ کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو خدا سے ملا رہا ہے ــــــ سُنو :۔

(ا) اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ [2]

(ترجمہ) اللہ اور اُس کے رسُول نے اپنے فضل سے اُنھیں غنی کر دیا۔

(ب) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ [3]

(ترجمہ) اور کیا اچھا ہوتا اگر وُہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اُس کے رسُول نے اُن کو دیا۔

(ج) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ [4]

(ترجمہ) بے شک اللہ اور اُس کا رسُول تمہارا مددگار ہے۔

بہت سی آیات ہیں، کہاں تک عرض کیا جائے ــــــ ہاں ایک حدیث پاک

---

[1] علی بن بُرہان الدین الحلبی: سیرتِ حلبیہ مطبُوعہ مِصر، ص ۴۳۲

[2] القرآن الحکیم، سُورۃ التوبہ، ۷۴

[3] القرآن الحکیم، سورۃ التوبہ، ۵۹

[4] القرآن الحکیم، سورۃ المآئدۃ، ۵۵

Marfat.com

ضرور سماعت فرمائیں، جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بلندی پر پہنچایا کہ عقل کے پر جل گئے ——— سُنیئے :۔

ان محمدا یوم القیامة علی کرسی الرب بین یدی الرب[1]

(ترجمہ) بے شک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اپنے رب کے حضور اُس کی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے۔

اَب کس کی جرأت ہے جو خدا سے یہ کہے کہ تُو نے اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے اپنی کرسی پر کیوں بٹھایا، یہ تو بشر ہیں، ان کو بشر ہی کے مقام پر رکھ ؟

پندرھویں عبارت

ایک حدیث پاک کی تشریح کرتے ہُوئے مولوی اسمٰعیل لکھتے ہیں :۔

پہلے معنی کے لحاظ سے ایک چیونٹی کا سردار بھی آپ کو نہ مانا جائے کیونکہ آپ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرّف کے مختار نہیں۔[2]

ایسے الفاظ لکھتے ہُوئے دِل لرزتا ہے اور قلم کانپتا ہے نہ معلوم مولوی اسمٰعیل نے کس دِل سے یہ باتیں لکھ دیں !———

حدیث شریف میں آتا ہے :۔

اعطیت الکنزین الاحمر والابیض۔[3]

(ترجمہ) میرے ہاتھ میں سُرخ وسپید دونوں خزانے دے دیئے گئے۔

جب کونین کے خزانے دے دیئے گئے تو اَب یہ کہنا کہاں تک صحیح ہو گا کہ آپ کو اپنی طرف

---

[1] تجلی الیقین، مطبوعہ مُراد آباد (۱۳۰۵ھ)، ص ۲۹ بحوالہ نسیم الریاض للعلامۃ الشہاب الخفاجی

[2] مولوی اسماعیل دہلوی: تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۷۶

[3] محمد ابو عبداللہ ولی الدین: مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سیّد المرسلین، دہلی ۱۹۳۲ء، ص ۵۱۲

Marfat.com

سے ایک چیونٹی میں بھی تصرّف کا اختیار نہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ——— جب مختار بنا دیا گیا تو پھر مجبوری کی بات کرنا معقول بات نہیں ———

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہیبت و جلال کا یہ عالم ہے کہ درندے تک نامِ نامی سُن کر غلاموں کی رہنمائی کرتے ہیں ——— حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین روم میں لشکر سے بچھڑ گئے۔ تلاش کرتے پھر رہے تھے کہ جنگل سے شیر نمودار ہوا۔ آپ نے بے ساختہ فرمایا:۔

یا ابا الحارث انا مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ [1]

(ترجمہ) اَے شیر! میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا غلام ہُوں۔

یہ سُننا تھا کہ شیر قدموں میں جُھک گیا اور آپ کی رہنمائی کی یہاں تک کہ آپ لشکر سے مِل گئے

کیا کسی مجبُور انسان کی بحر و بر پر اِس طرح حکومت ہوتی ہے؟

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب ہرقل روم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے احوال مُبارک سُنے تو بے ساختہ پکار اُٹھا:۔

فسیملک موضع قدمی ھاتین [2]

(ترجمہ) عنقریب وُہ میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کے (یعنی تخت و تاج کے) مالک ہوں گے۔

اور اسی حدیث میں آیا ہے کہ ہرقلِ روم نے برملا کہا:۔

ھذا ملک ھذہ الامۃ قد ظھر۔ [3]

(ترجمہ) یہی اِس زمانے کے لوگوں کا بادشاہ ہے جو ظاہر ہو گیا۔

---

[1] ابو نعیم الاصبہانی: حلیۃ الاولیاء، مطبُوعہ بیروت، جلد اوّل، ص ۳۶۹

[2] محمد بن اسمٰعیل البخاری: صحیح البخاری، کتاب الوحی، باب نمبر ۱، حدیث نمبر ۶

[3] بخاری شریف، کتاب الوحی، باب نمبر ۱، حدیث نمبر ۶

جو بات غیر مسلم ہوتے ہوئے ہرقل روم پا گیا افسوس وُہ بات مسلم و عالم ہوتے ہُوئے صاحبِ تقویۃ الایمان نے نہ پائی ــــــ اَب تاویل کرنے والا یہ تاویل کرتا رہے کہ اُن کا مقصد اُس اِختیار و اِقتدار کی نفی کرنا تھا جو صرف حق مجدہٗ سے وابستہ ہے ــــــ مگر سوال کرنے والا سوال کرسکتا ہے کہ آخر اس کی ضرورت کیوں پیش آئی ۔ اَور اِس بے ڈھنگے طریقے سے اِس حقیقت کا اِظہار کیوں فرمایا جس سے سراسر تنقیصِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بُو آ رہی ہے ــــــ ؟ کسی وزیرِ اعظم کو کوئی بادشاہ اِختیار و اِقتدار دے اَور اُس کی رعیّت میں سے اُٹھ کر کوئی یہ کہنے لگے "اَے وزیرِ اعظم! تیری کیا حقیقت ہے ۔ تجھے تو ایک چیونٹی میں بھی تصرّف کا اِختیار نہیں، جو کچھ تجھے اِختیار مِلا ہے وُہ تو بادشاہ نے دیا ہے" ــــــ مگر کسی کی جرأت نہیں جو یہ بات وزیرِ اعظم سے کہے ــــــ اَور اگر کہے گا تو ہر درباری اُسے گستاخ ہی سمجھے گا حالاں کہ جو کچھ اُس نے کہا غلط نہ تھا ــــــ تو غور کریں کہاں وُہ دُنیوی وزیر اَور کہاں رسُولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی جنابِ عالی!

سولھویں عبارت

ایک حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے مولوی اسمٰعیل جبر وتی انداز میں اپنے مزعومات کو اِس طرح ثابت کرتے ہیں :۔

"میرا نام مُحمّدؐ ہے، مَیں خالق یا رازق نہیں، میں عام لوگوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہُوا ہوں اَور میرا اشرف بندہ ہونے میں ہے، البتہ عوام میں اِس بات سے جُدا ہُوں کہ میں اللہ کے احکام کو جانتا ہُوں۔ لوگ نہیں جانتے ۔ لہٰذا اُنہیں مجھ سے اللہ کا دین سیکھنا چاہیئے ۔ [1]

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کو تبلیغی جماعت کا امیر بنا کر پیش کرنا، کتنی بڑی جرأت ہے اَور اہلِ دل کے لِئے کِس قدر تکلیف دِہ ہے ــــــ کم ازکم حدیث شریف کی شرح لِکھتے وقت نامِ مُحمّدؐ

---

[1] اسمٰعیل دہلوی : تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مطبوعہ لاہور، ص ۸۷

Marfat.com

کے ساتھ صلّی اللہ علیہ وسلّم لکھ دیتے ــــــ مگر غیظ و غضب میں یہ باتیں بھول گئیں ــــــ ثابت یہ کرنا ہے کہ محمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم) ایک عام انسان کی طرح ہیں، خاص اس لیے ہو گئے کہ وہ احکامِ الٰہی جانتے تھے اور لوگ نہ جانتے تھے۔ اس سے تو یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہر عالمِ دین مقامِ رسالت پر فائز ہے۔ (معاذ اللہ) ــــــ اسی اندازِ فکر نے دعوئ نبوّت کے لیے راہ ہموار کر دی اور اب بھی بعض طبائع میں یہ انانیّت موجود ہے ــــــ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت و جلالت کو ان کے سینے میں جگہ دے۔ آمین!

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی جلالتِ علمی کا اندازہ تو اس حدیث شریف سے ہوتا ہے جس میں آپ نے فرمایا:۔

ان اتقاکم و اعلمکم باللہ انا۔ [1]

(ترجمہ) بے شک تم میں سب سے زیادہ احکامِ الٰہی کا پاسدار اور ذاتِ الٰہی کا جاننے والا میں ہوں)۔

اُس کی عظمت کا کیا ٹھکانہ جو نوعِ انسانی میں سب سے زیادہ ذاتِ الٰہی کا عرفان رکھتا ہو!

ــــــ کیا ایسی عظیم شخصیّت کا اسی طرح تعارف کرانا چاہیئے تھا جس طرح صاحبِ تقویۃ الایمان نے کرایا ہے؟ ــــــ

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم میں حد درجہ عجز و انکسار تھا۔ چنانچہ امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے شمائل ترمذی شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے تواضع کے باب میں اس قسم کی احادیث کا ذکر کیا ہے جس قسم کی احادیث سے مولوی اسمٰعیل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے مدارج عالیہ گھٹانے کی کوشش کی ہے۔ ــــــ کسی کے تواضع و انکسار سے اُس کی کمتری پر استدلال کوئی معقول بات نہیں۔ مثلاً تواضع میں کوئی عالم یہ کہے کہ "فقیر کسی لائق نہیں"، تو کوئی معقول آدمی اس عالم کو جاہل و نالائق نہیں کہہ سکتا ــــــ تواضع و انکسار اسلامی تہذیب کا ایک حصّہ ہے، مغربی تہذیب میں جس کا نام و نشان نہیں ــــــ احادیث کی تشریح کرتے وقت اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیئے۔

---

[1] بخاری شریف، کتاب الایمان، باب ۱۳، حدیث ۱۹

Marfat.com

تأثرات و ممیزات

○ آپ سُن چکے، کہنے والے نے دبے لفظوں میں یہ کہا کہ (معاذ اللہ) نبیِ محترم صلی اللہ علیہ وسلّم سے طلب و سوال کرنا ایسا ہے جیسے کوئی تاجِ شاہی ایک چمار کے سر پر رکھ دے۔ (معاذ اللہ)

○ آپ سُن چکے، کہنے والے نے دبے لفظوں میں یہ کہا کہ (معاذ اللہ) جس نے رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کو پکارا اُس نے بھنگی اور چمار کو پکارا۔ (معاذ اللہ)

○ آپ سُن چکے، کہنے والے نے دبے لفظوں میں یہ کہا کہ (معاذ اللہ) نبیِ محترم صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے سامنے ذرّے سے بھی کم تر اور چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ (معاذ اللہ)

○ آپ سُن چکے، کہنے والے نے صاف لفظوں میں کہا کہ (معاذ اللہ) جس کا نام محمدؐ یا علی ہے اُس کو کسی بات کا اختیار نہیں۔

○ آپ سُن چکے، کہنے والے نے صاف لفظوں میں کہا کہ (معاذ اللہ) دو عالم کے تاجدار، احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلّم کے دہشت کے مارے ہوش اُڑ گئے۔

○ آپ سُن چکے، کہنے والے نے صاف صاف کہا کہ (معاذ اللہ) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

○ آپ سُن چکے، کہنے والے نے صاف صاف کہا کہ نبیِ محترم صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے بےبس بندے اور ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ (معاذ اللہ)

○ آپ سُن چکے، کہنے والے نے یہ کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم بشر ہیں اور بشر کو بشر ہی کے مقام پر رکھو۔

○ آپ سُن چکے، کہنے والے نے توحید کے پردے میں یہ کہا کہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم ایک چیونٹی کے بھی سردار نہیں ــــــ آپ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرّف کے

Marfat.com

مختار نہیں۔ (معاذ اللہ)

○ آپ سُن چکے، کہنے والے نے یہ کہا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم عام لوگوں کی طرح اپنے باپ سے پیدا ہُوئے اَور ان کو عوام پر صرف اِس لئے برتری حاصل ہے کہ وُہ اللہ کے احکام جانتے تھے اَور لوگ نہ جانتے تھے۔ (معاذ اللہ)

آپ نے اہانت وگستاخی کے خارزاروں کو دیکھا جہاں اہلِ محبّت کے قدم لڑکھڑاتے ہیں ـــــ جہاں الفاظ کی پکاروں اَور معانی کی آہوں سے کلیجہ منہ کو آتا ہے اَور سینے شق ہوتے جاتے ہیں ـــــ اللہ اللہ ـــــ کیسی کیسی باتیں کہہ دیں ـــــ حریمِ عشق میں کہرام مچا ہوا ہے ـــــ آنکھیں اشکبار ہیں ـــــ دِل فگار ہیں ـــــ کوئی تو ان محبّت کے ماروں کی خبر لے ـــــ کوئی تو ان کی آہیں سُنے ـــــ کوئی تو ان کے نالے سُنے ـــــ ہاں یہ کس نے قیامت ڈھائی ہے؟ ـــــ ہاں یہ کس نے دِل دُکھایا ہے؟ ـــــ ہاں یہ کس نے چرکا لگایا ہے؟ ـــــ ہاں کسی کا نام نہ لو۔

ع آہوں سے شرارے اُٹھتے ہیں آنکھوں سے دریا بہتے ہیں

حریمِ عشق میں آگ لگائی تھی ـــــ بجھانے والوں نے بجھا دی تھی ـــــ مگر پھر لگائی جا رہی ہے ـــــ محبّت والو! گھر کی خبر لو ـــــ ہاں اِس کو اُجڑنے نہ دینا ـــــ یہ اُجڑ گیا تو جہان اُجڑ گیا۔

رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے
انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں

درسِ محبّت لینا ہے تو صحابہؓ سے لو ـــــ عِشقِ خانہ ویراں ساز" نے اُن سے اُن کے بزرگوں، عزیزوں اَور پیاروں کو چھڑایا ـــــ ہاں ان کے جگر کے ٹکڑوں کو چھڑایا اَور اُنہوں نے اللہ اَور اللہ کے رسُول، دو جہاں کے آقا صلی اللہ علیہ وسلّم کی خاطر سب کو چھوڑ دیا ـــــ ہاں وُہ پاسدارِ ناموسِ مصطفٰے تھے ـــــ تم اسی محبّت کی پرورش کرنا ـــــ

Marfat.com

ہاں اُسی محبّت کی جو اِین و آں سے بے نیاز کر دیا کرتی ہے ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دِل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

عقل کے ماروں نے دُنیا کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ——— اَب عشق والوں کی باری ہے کہ یہی ڈوبتوں کو نکالتے ہیں ——— یہی مُردہ تنوں میں رُوحیں پھُونکتے ہیں ——— یہی خزاں میں بہاریں لاتے ہیں ——— آؤ، آؤ دِلوں کو آباد کریں ——— آؤ، آؤ خزاں رسیدہ گلشنوں کو شاداب کریں ——— آؤ آؤ محبّت والوں کی دِلداری کریں کہ دِل دُکھانے والوں نے اِن کا بہت دِل دُکھایا ہے۔

یاد رکھو رب العالمین اور عالمین کے محبُوب و ممدُوح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں ——— جہاں کی ساری محبتیں، ساری عقیدتیں، ساری اُلفتیں اس ایک در پر قربان ہونے کے لائق ہیں ——— یہی وُہ در ہے جہاں خالقِ کائنات کی طرف سے درُود و سلام کے گجرے چلے آ رہے ہیں ——— یہی وُہ در ہے جہاں فرشتے درُود و سلام کی سوغاتیں لا رہے ہیں ——— یہی وُہ در ہے جہاں کائنات کے گوشے گوشے سے درُود و سلام کے تحفے چلے آ رہے ہیں۔ ——— ہاں یہ در نہیں تو کچھ بھی نہیں ——— اِس در کی سُرخروئی، ہر در کی سُرخروئی ہے۔"

دیکھئے دیکھئے ابو طالب نے کیا عرض کیا ہے جسے سرکار کی خواہش پر علی مرتضیٰ پیش کر رہے ہیں:۔

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل[1]

(ترجمہ) وُہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے۔

---

[1] یوسف بن اسمٰعیل نبہانی: شواہد الحق، مصر، ص ۱۶۵ (والبیہقی فی دلائل النبوۃ عن انس رضی اللہ عنہ کما افادہ العلامہ ابنِ حجر العسقلانی)

یتیموں کے جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان۔

اور سُنیئے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا فرما رہی ہیں:۔

فصلی الملیک و لی العباد

رب العباد علی احمد[1]

(ترجمہ) احمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم پر بندوں کے بادشاہ، بندوں کے والی اور بندوں کے پروردگار نے درُود و سلام بھیجا ہے۔

اللہ اللہ! اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔[2]

اللہ اور اُس کے فرشتے نبیٔ کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلّم پر درُود و سلام بھیج رہے ہیں۔ ع

کعبہ کا کعبہ رُوئے محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم

یہ ایک آیت ہدایت کے لئے کافی ہے ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی عظمت کی ساری تقریریں ایک طرف اور یہ آیت ایک طرف ——— اِس نکتہ کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سمجھا اور ہم کو سمجھایا ——— کاش ہماری سمجھ میں آجائے ———!

اور دیکھئے بلبلِ چمنستانِ رسالت حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیا فرما رہے ہیں:۔

فامسی سراجا مستنیرا ھادیا

یلوح کمالاح الصیقل المھند[3]

(ترجمہ) وُہ روشن چراغ اور ہادی بن کر تشریف لائے۔ اور اِس طرح چمکے جس طرح چمکائی ہوئی تلوار چمکتی ہے۔

---

[1] یوسف النبہانی: حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۷۷، بحوالہ شمس الدین ناصر الدمشقی، سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب

[2] القرآن الحکیم، سورۃ الاحزاب، ۵۶

[3] عبد الرحمٰن البرقوقی: شرح دیوان حسّان بن ثابت، بیروت ۱۹۶۶ء، ص ۱۳۵

Marfat.com

(ب) ما ان مدحت محمدا بمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمد [1]

(ترجمہ) میں نے اپنے کلام سے آپ کی تعریف نہیں کی بلکہ اپنے کلام کو آپ کے نام پاک سے سنوارا ہے۔

(ج) واحسن منك لم ترقط عینی
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبراء من کل عیب
کانك قد خلقت کما تشاء [2]

(ترجمہ) میری آنکھوں نے آپ سے بڑھ کر آج تک کوئی حسین نہ دیکھا، اور دُنیا جہان کی عورتوں کے آغوش میں آپ سے کامل واکمل پیدا ہی نہیں ہوا ——— آپ ہر عیب سے پاک پیدا ہوئے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آپ نے چاہا، خالق نے ایسا ہی آپ کو بنا دیا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق و محبّت سے بھرپور یہ تاثرات پڑھو اور پھر دیکھو کہنے والے نے کس دل سے کیا کیا کہہ دیا؟

سنو! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرما رہے ہیں؟

امین مصطفیٰ للخیر یدعوا
کضوء البدر زایله الغمام [3]

(ترجمہ) وُہ امین ہیں، برگزیدہ ہیں ——— بھلائی کی دعوت دیتے ہیں ——— ہاں وُہ چاندنی ہیں جس سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔

---

[1] غلام رسول گوہر: احسن الکلام ـ گوہر نظام، قصور
[2] عبدالرحمٰن البرقوقی: شرح دیوان حسان بن ثابت، بیروت، ص ٦٦
[3] تاج الدین السبکی: طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، جلد رابع، ص ١٦١ مطبوعہ مصر، ١٣٢٤ھ

Marfat.com

○ — آپ نے ان گُل زاروں کی سیر کی —— اَب بتائیے آپ نے زندگی کہاں پائی؟
اُن خارزاروں میں یا اِن گُل زاروں میں؟

○ — آپ نے بہاریں کہاں دیکھیں؟ —— اُن خارزاروں میں یا اِن گُل زاروں میں؟

○ — آپ نے روشنی کہاں پائی؟ —— اُن خارزاروں میں یا اِن گُل زاروں میں؟

○ — آپ نے تازگی کہاں محسوس کی؟ —— اُن خارزاروں میں یا اِن گُل زاروں میں؟

سچ بتائیے —— کسی کی رُورعایت نہ کیجئے —— وُہی کہیئے، آپ کا دِل جس کی گواہی دے —— وُہی بتائیے، آپ کا ایمان جس کی شہادت دے —— بے شک

آں دِیدہ کجُا کہ در جمالِ تو رسد
آں عقل کجُا کہ در کمالِ تو رسد
گیرم کہ تو پردہ بر گرفتی ز جمال
آں رُوح کجُا کہ در جلالِ تو رسد

کیا وُہ محسنِ اعظم جو راتوں کو اپنی اُمّت کی مغفرت و بخشش کے لِئے اشکبار رہا۔ اور جب تک اُس کے مولیٰ نے یہ پیغام نہ بھجوا دیا اُس کو چین نہ آیا:۔

"ہاں کوئی دِن گزرتے ہیں کہ ہم آپ کو آپ کی اُمّت کی طرف سے خوش کر دیں گے اور غمگین نہ ہونے دیں گے۔"

کیا اِس احسانِ عظیم کا بدلہ یہی ہے کہ ہم آپ کی تعریف و توصیف کی بجائے آپ کے حضور زبان کو ایسا بے لگام کر دیں کہ خود گویائی شرمانے لگے —— ہرگز نہیں، ہرگز نہیں!

میرے بزرگو! اور میرے عزیزو! —— بات کسی عالم کے وقار کی نہیں —— بات وقارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہے —— کیا کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لِئے بھی یہ جرأت کر سکتا ہے کہ وُہ اپنی کسی بھی شخصیّت پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت کو قربان کر دے —— نہیں نہیں —— معاذ اللہ، معاذ اللہ —— ہرگز نہیں، ہرگز نہیں ——

Marfat.com

تو اپنے دِلوں کو ٹٹولیئے اَور اپنے دماغوں کو کھنگالیئے ـــــــــ بے ادبیوں اَور گستاخیوں کے خس و خاشاک ہوں تو اُن کو نکال پھینکئے کہ دل عرشِ اللہ ہے ـــــــــ اَور پھر ایسوں سے دِل لگایئے جو اَدب کی راہ پر چلائیں کہ یہ فرشتوں کی راہ ہے ـــــــــ جو بے ادبی اَور گستاخی کی راہ سے بچائیں کہ یہ ابلیس کی راہ ہے ـــــــــ جو محبّت کی باتیں بتائیں ـــــــــ جو عِشق کے ترانے گائیں ـــــــــ آیئے عِشقِ مُصطفٰے سے سرشار ہو کر ہم سب یہ اعلان و اِقرار کریں

یا رسُول اللہ! آپ کی عزّت و ناموس پر، ہماری عزّت، ہمارے ماں باپ کی عزّت، ہمارے اخلاف و اسلاف کی عزّتیں قربان ہوں ـــــــــ آپ ہماری آبرُو ہیں ـــــــــ آپ ہماری آرزُو ہیں ـــــــــ آپ ہماری زندگی ہیں، ہم آپ ہی کے لِئے زندہ ہیں۔ ہم آپ ہی کے لئے مریں گے۔ ہاں ـــ

دِل تو جاتا ہے اس کے کُوچے میں
جا، مِری جان، جا، خُدا حافظ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com